"ان فی القرآن لرایا من رائ عمر" (حضرت علی رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشوروں کی تائید میں نازل شدہ آیات کا حسین مجموعہ

معروف بہ

# موافقات سیدنا عمر (رضی اللہ عنہ)

# احادیث کی روشنی میں

ترتیب وتخریج

ابونعمان

غلام مرتضیٰ مصباحی برکاتی

صدرالمدرسین:

دارالعلوم محبوبیہ، رمواپور کلاں، اترولہ، بلرام پور، یوپی، انڈیا۔

مسیح العلما فاؤنڈیشن

مہدیہ بازار، اترولہ بلرام پور یوپی

نام کتاب: موافقات سیدنا عمر احادیث کی روشنی میں
تالیف: مفتی غلام مرتضیٰ مصباحیؔ برکاتی
نظر ثانی: حضرت مولانا عبدالقوی صاحب مصباحیؔ (شراوستی)
تصحیح: حضرت مولانا مستقیم صاحب مصباحی (گھوسی)
حضرت مولانا عبدالحکیم علیمی نظامیؔ (اگیا سنت کبیر نگر)
سن اشاعت: ۱۴۴۲ھ ۲۰۲۰ء
ناشر: مسیح العلما فاؤنڈیشن مہدیہ بازار، اترولہ بلرام پور یوپی

ملنے کے پتے:
دارالعلوم محبوبیہ رموا پور کلاں اترولہ
نورانی بک ایجنسی اترولہ
امجدی بک ایجنسی اترولہ
ازہری کتب خانہ مہدیہ بازار

# فہرست

## موافقات سیدنا عمر احادیث کی روشنی میں

## موافقات سیدنا عمر احادیث کی روشنی میں

## موافقات سیدنا عمر احادیث کی روشنی میں

# شرف انتساب

مجدد اسلام، معجزۃ من معجزات رسول اللہ ﷺ

**اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ،**

قدوۃ الاتقیا، زبدۃ الاصفیا، حامی سنت، ماحی کفر وضلالت،

**حضور مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ والرضوان،**

ابوالفیض جلالۃ العلم

**حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مبارک پوری علیہ الرحمہ**

قطب اترولہ منبع فیض وشفا مخدوم ابوالفضل

**حضور سید شاہ جہانی فردوسی یمنی علیہ الرحمہ**

جیسی عظیم المرتبت شخصیات کی طرف منسوب کرتا ہے جن کی روحانی امداد واعانت سے فقیر نے اس تالیف کی تکمیل کی۔ گر قبول افتد زہے عز وشرف!

امیدوار کرم:

غلام مرتضیٰ مصباحی برکاتی

خادم العلم:

**دار العلوم محبوبیہ** (رمواپور کلاں) اترولہ، بلرام پور، یوپی۔ انڈیا

متوطن: لَگّھاڈِیْہہ، موضع: گور، پوسٹ: گومڑی، اترولہ بلرام پور، یوپی۔

# خراج عقیدت

عمدۃ المحققین، سلطان الاساتذہ، ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ:

**حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ناظم علی رضوی، مصباحی صاحب**

الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا۔

ممتاز المعاصرین، محقق عصر، خطیب البراہین:

**حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مسیح الدین رضوی، حشمتی صاحب**

صدر شعبہ افتا: الجامعۃ الغوثیہ، عربی کالج، اترولہ، بلرام پور، یوپی، انڈیا۔

ادیب شہیر، ماہر درسیات، میرے مربی ومحسن ومخدوم:

**حضرت علامہ مولانا حشمت علی مشاہدی، مصباحی صاحب**

الجامعۃ الغوثیہ، عربی کالج، اترولہ، بلرام پور، یوپی، انڈیا۔

جملہ اساتذہ کرام

**والدین کریمین**

کی عظیم بارگاہوں میں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں

اور

چچا (مرحوم) نظام الدین کے لیے دعاے مغفرت کرتا ہوں

(نور اللہ مرقدہ واجعل الجنۃ مثواہ) آمین

# پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلاۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہ الطاھرین ومن اتبعھم باحسان الیٰ یوم الدین وبعد:

اہل علم پر یہ حقیقت عیاں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور خلیفہ بلافصل، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد اسلام کے عروج وسربلندی میں خلیفہ ثانی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سرفروشانہ سعی وکوشش، مخلصانہ محنت وکاوش اور والہانہ وفاداری وجاں نثاری سے چار دانگ عالم میں اسلام کا بول بالا ہوا، آپ نے اپنے حسن تدبر وتدبیر اور مومنانہ فراست وبصیرت سے دشمنان خدا ورسول کی تمام طاقتوں کو کچل کر رکھ دیا، یہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کا اثر تھا جو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت عمر کے اسلام لانے اور ان کے ذریعہ اسلام کو عزت و عظمت حاصل ہونے کے لیے مانگی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بے شمار خوبیاں ہیں، جن میں سے ایک بہت ہی ممتاز اور منفرد خوبی یہ ہے کہ **''آپ کی رائے وحی الہٰی کے موافق ہوتی تھی، کسی بھی معاملہ میں صحابہ کی رائے الگ ہوتی اور آپ کی الگ، تو آپ کی رائے کی موافقت میں وحی ربانی نازل ہوجاتی''۔**

اس مختصر رسالہ: **''موافقات سیدنا عمر احادیث کی روشنی میں''**

میں انہیں چند آیات کو یک جا کیا گیا ہے جو کہ آپ کی رائے کے مطابق وموافق نازل ہوئی ہیں۔

**خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ** کی کتاب **''تاریخ الخلفا''** کے مطالعہ کے دوران موافقات عمر رضی اللہ عنہ پر نظر پڑی، جنہیں مختصرا بیان کیا گیا تھا، ارادہ ہوا کہ ان آیات کو احادیث کی روشنی میں، مع شان نزول یک جا کر دیا جائے تا کہ شائقین علم کے لیے سہولت ہو اور انہیں تلاش بسیار کی چنداں حاجت نہ پیش آئے۔

انہیں مقاصد کے پیش نظر، اللہ رب العزت کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کے فضل و کرم کا سہارا لیتے ہوئے ان آیات کو مع احادیث کے یک جا کرنا شروع کیا اور بحمد اللہ! وہی منتخبات وموافقات، رسالہ کی شکل میں آپ کے ہاتھ میں موجود ہیں۔

**اس رسالہ کی ترتیب میں بغرض سہولت درج ذیل امور کا لحاظ کیا گیا ہے:**

(۱) قرآن پاک کی آیات کو رسم عثمانی کے مطابق لکھا گیا ہے۔

(۲) ہر آیت کو سورہ اور آیت نمبر کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔

(۳) تمام آیتوں کا ترجمہ ''کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن'' سے لیا گیا ہے۔

(۴) آیات کریمہ کے شان نزول بھی تحریر کیے گئے ہیں۔

(۵) اکثر آیات کے بعد فوائد جلیلہ کی ہڈنگ ڈال کر مفید اور کار آمد باتیں نقل کی گئی ہیں۔

(۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اور واقعہ کو سلیس اور واضح انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۷) جملہ آیات کی تفسیر وتوضیح کو بھی باحوالہ بیان کیا گیا ہے تا کہ مفید سے مفید تر

ہو سکے۔

﴿ اعتـــذار ﴾

**قارئین کرام سے گزارش** ہے کہ آیات مبارکہ، ان کا ترجمہ، تفسیر اور شان نزول نقل کرنے میں اگر کہیں کسی غلطی یا کمی پر مطلع ہوں تو آگاہ فرمائیں تا کہ آئندہ اڈیشن میں اس کی اصلاح کردی جائے جزاکم اللہ خیرا!

اخوکم فی الدین:
غلام مرتضیٰ مصباحی برکاتی
7860754876
ghulammurtazamisbahi786@gmail.com

## مختصر تعارف سیدنا امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

الحمد للّٰہ الحنان المنان و ارسل رسولہ بالبرھان والصّلاۃ والسّلام علی سید الانام وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ الذین فازوا بالعرفان اما بعد:ـ

ترجمان نبی، ہم زبان نبی
جان شان عدالت پہ لاکھوں سلام
وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

**نام ونسب:**

آپ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عمر ابن خطاب ہے، ساتویں پشت میں نبی اکرم ﷺ سے آپ کا سلسلہ نسب جڑ جاتا ہے، آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خُسَرُ (سُسُرُ) ہیں، سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجھہ الکریم کے داماد ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہزادی سیدتنا ام کلثوم رضی اللہ عنہا آپ کے نکاح میں تھیں۔

**قبول اسلام:**

نبوت کے چھٹے سال ۳۳ر سال کی عمر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا سے ایمان لائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

''اے اللہ! عمر بن خطاب کے ذریعہ اسلام کی مدد فرما''

آپ سابقین اولین میں سے ہیں، جب آپ مسلمان ہوئے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: **حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ**★۔ [الانفال ر ٦٤]

## موافقات سیدنا عمر احادیث کی روشنی میں

**فضائل ومناقب:**

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ سے ہیں، دوسرے خلیفہ راشد ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا: ''شیطان جب عمر کو آتا دیکھتا ہے تو راستہ بدل لیتا ہے''[۱]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ترازو کے ایک پلڑے میں عمر کا علم رکھا جائے اور دوسرے میں روئے زمین پر زندہ تمام لوگوں کا علم رکھا جائے تو عمر کا پلڑا بھاری ہوگا''۔

آپ رضی اللہ عنہ کی وفات پر صحابہ فرماتے تھے: ''علم کے دس حصوں میں سے نو حصے علم رخصت ہوگیا''[۲]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''**اکثروا ذکر عمرفان عمر اذا ذکر ذکر العدل واذا ذکر العدل ذکر اللہ**'' عمر کا ذکر کثرت سے کرو اس لیے کہ جب عمر کا ذکر ہوتا ہے تو عدل کا ذکر ہوتا ہے اور جب عدل کا ذکر ہوتا ہے تو اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔[۳] ؎

اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ، طیبہ، طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''**اذا ذکر عمر فی المجلس حسن الحدیث**'' یعنی جب کسی مجلس میں عمر کا ذکر ہوتا ہے تو بات سج جاتی ہے[۴]

---

[١]صحيح البخاری،ج:١.

[٢]طبرانی،حاكم،تاريخ الخلفا،ص:٩٤.

[٣]كنز العمال،ج:١٢،ص:٢٦٣.

[٤]كنز العمال،ج:١٢.

## موافقات سیدنا عمر احادیث کی روشنی میں

امام جعفر صادق قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

**"انا بری ممن ذکر ابا بکر و عمر الا بخیر"**

یعنی میں اس شخص سے بری ہوں جس نے ابوبکر وعمر کا ذکر اچھائی سے نہ کیا[۱]

جو شیخین فی الصحابہ کو برا کہتے ہیں وہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے قول سے عبرت حاصل کریں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

**"ان فی القرآن لرایا من رای عمر"**

یعنی قرآن کی آیات میں عمر کے مشورے شامل ہیں۔

قرآن کے پارے ہیں تیری رائے کے شاہد
نافذ ہے جہاں میں تیری تدبیر ابھی تک

**خلافت اور نمایاں کارنامے:**

۱۳ر سے ۲۳رہجری تک منصب خلافت پر فائز رہے اور بے شمار خدمتیں انجام دیں جن میں چند یہ ہیں:

(۱) تاریخ کو سنہ ہجری سے رائج کیا

(۲) سب سے پہلے بیت المال (اسٹیٹ بینک) کھولا

(۳) سب سے پہلے باقاعدہ تراویح کی جماعت کا اہتمام کیا

(۴) سب سے پہلے متعدد شہر آباد کیے جن میں کوفہ، بصرہ، جزیرہ، شام، مصر اور موصل شامل ہیں

[۱]تاریخ الخلفا، ص:۹۵.

(۵) سب سے پہلے مساجد کو قندیلوں کے ذریعہ روشن کیا جس پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

**"نَوَّر اللہُ علیٰ عمرَ فی قبرِہٖ کما نوّرَ علینا فی مساجِدِنا"**

یعنی اللہ عمر کی قبر کو روشن و منور فرمائے جس طرح انہوں نے ہماری مساجد کو روشن کیا ہے۔

(۶) سب سے پہلے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان سڑک بنوائی۔

**فجزاہ اللہ عنا عما ھو اھلہ! آمین**

**شہادت:**

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دعا فرماتے تھے:

"اے اللہ! مجھے اپنے محبوب کے شہر میں شہادت کی موت نصیب فرمانا"

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی چناں چہ آپ مصلی امامت پر تھے، فجر کی تکبیر کہہ چکے تھے کہ ابولؤلؤ نے آپ پر خنجر سے حملہ کر دیا اسی سبب آپ کا وصال ہوا۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون۔**

محب گرامی، رفیق محترم حضرت علامہ **مفتی غلام مرتضیٰ مصباحی برکاتی صاحب** (صدر المدرسین: دارالعلوم محبوبیہ، رمواپور کلاں، اترولہ، بلرام پور) نے فقیر سے چند رسالوں کی ترتیب کا ذکر کیا جن میں سے ایک میں قرآنی آیات کے جمع و ترتیب کا ذکر تھا اور دوسرے میں احادیث رسول ﷺ کا، میں (راقم الحروف) نے مشورۃً عرض کیا کہ کیوں نہ کلام الٰہی سے ابتدا فرمائیں، تاکہ اللہ رب العزت کے کلام کی برکتیں بھی حاصل ہوں۔

مفتی صاحب نے مشورہ قبول فرمایا اور عمل پیہم و جہد مسلسل سے اس عظیم کام کو چند دنوں

**میں پورا کرلیا۔فالحمد للہ علی ذالک!**

قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس رسالہ کے تقریبا جملہ امور مفتی صاحب قبلہ نے از خود سر انجام دیے ہیں، حتیٰ کہ کمپوزنگ وغیرہ بھی، جب کہ آپ کے پاس فتویٰ نویسی وغیرہ کے کام بھی ہوتے ہیں۔ یہ امور آپ کے محنتی، پابند اور استمرار کے ساتھ کام میں لگے رہنے پر دال ہیں۔

رب تعالیٰ! ان کے جملہ مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور اس علمی کاوش کو مفید سے مفید تر بنائے! **آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین۔**

العبد:
ابوطوبیٰ راحت علی مصباحی برکاتی، عفی عنہ
دارالعلوم مخدومیہ رُدولی شریف فیض آباد، یوپی۔
ساکن:
گور، نوڈیہہ، پوسٹ گومڑی، اترولہ، بلرام پور، یوپی۔
9919529286

## شان سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (منظوم)

باقی ہے تیرے نام کی توقیر ابھی تک
پھیلی ہے ترے عدل کی تنویر ابھی تک

قرآن کے پارے ہیں تری رائے کے شاہد
نافذ ہے جہاں میں تیری تدبیر ابھی تک

مُنصِف کے قلم آج بھی دیتے ہیں سلامی
رہبر ہے تیرے عدل کی تحریر ابھی تک

ڈرتے ہیں تیرے نام سے شیطان کے چیلے
ہے تیرے غضب میں وہی تاثیر ابھی تک

گستاخ نبی آج تلک کانپ رہے ہیں
گردن نہیں بھولی تیری شمشیر ابھی تک

ظالم کے کلیجے ہیں تیرے عدل سے لرزا
ہے ظلم کے سینے میں تیرا تیر ابھی تک

## موافقات سیدنا عمر احادیث کی روشنی میں

اے حضرت فاروق! وزیرِ شہ کونین
ہر مُنصِف و عادل کا ہے تو میر ابھی تک

آ کر کے غلاموں کو دلا دیجیے انصاف
مظلوم کے ہاتھوں میں ہے زنجیر ابھی تک

اسلام کی تہذیب کو گھیرے ہیں یزیدی
کربَل میں ہیں اس وقت کے شبیر ابھی تک

تلوار کو ہے آپ کے ہاتھوں کی ضرورت
ہیں اہل جفا، تشنہ تعزیر ابھی تک

جو تم نے لگایا تھا کبھی بدر واحد میں
ہے یاد ہمیں نعرہ تکبیر ابھی تک

ایوان عدالت پہ تعصب کا ہے قبضہ
انصاف کے دفتر میں ہے تاخیر ابھی تک

بخشا ہے جماعت سے تراویح کا تحفہ
یکجائی کا ایوان ہے وہ تعمیر ابھی تک

## موافقات سیدنا عمر احادیث کی روشنی میں

نازل ہوئیں آیات حجاب ان کے سبب سے
ہے جس سے دل و چشم کی تطہیر ابھی تک

حضرت ہی کی خواہش پہ ہوئیں بند شرابیں
اسلام میں ہے خَمر سے تحذیر ابھی تک

ہجری کی یہ تقویم عنایت ہے انہی کی
ملت میں ہے اس حال کی تذکیر ابھی تک

ہے ذات عمر اعدل اصحاب فریدیؔ
وہ نام ہے سلطان جہاں گیر ابھی تک

**ازقلم:**

**حضرت علامہ مولانا محمد سلمان رضا فریدیؔ صدیقی مصباحیؔ، بارہ بنکوی۔**

**خطیب وامام: نوری مسجد، مسقط، عمان۔**

# تقریظ جلیل

عمدۃ المحققین سلطان الاساتذہ
حضرت علامہ مولانا **مفتی محمد ناظم علی رضوی مصباحی** صاحب
استاذ: الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ۔یو۔پی۔انڈیا

حامداً وّمصلیاوّ مسلماً علیٰ رسولہ الکریم وحبیبہ العظیم وعلیٰ آلہ واصحابہ وحزبہ.

قرآن عظیم کا روشن ارشاد ہے:

**"فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَھِیْرٌ ۝" (التحریم ۴/۶۶) بے شک اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک** مسلمان اور اس کے سب فرشتے مدد میں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کریمہ کی تفسیر کے تحت فرمایا: **"و صالح المومنین ابو بکر و عمر"** یہ نیک مسلمان، ابوبکر صدیق، عمر فاروق رضی اللہ عنہم ہیں۔ (الامن والعلیٰ از: امام احمد رضا قدس سرہ)

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **"ان اللہ**

**وضع الحق علیٰ لسان عمر و قلبہ**" اللہ تعالیٰ نے حق، عمر کی زبان اور دل پر رکھ دیا ہے جسے وہ بولتے ہیں۔ (مشکاۃ المصابیح ص: ۵۵۷)

سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "**اللھم اعز الاسلام بابی جھل بن ھشام او بعمر بن الخطاب**" **قال ناصح فغدا عمر الی رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم **فاسلم**" اے اللہ! ابو جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعہ اسلام کو غلبہ و قوت عطا فرما۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت عمر صبح کو رسول پاک کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ایمان و اسلام کی بے بہا دولت سے مشرف ہوئے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر فرماتے ہیں: اگر حضرت عمر کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں اور دنیا کے تمام لوگوں کا علم دوسرے پلڑے میں رکھ کر وزن کیا جائے تو حضرت عمر کا پلڑا بھاری ہوتا؛ کیوں کہ آپ کو علم کے دس حصوں میں سے نو حصے دیئے گئے (طبرانی و حاکم)

نیز آپ نے فرمایا: جب نیک لوگوں کا ذکر کیا جائے تو عمر کا ذکر ضروری ہے؛ کیوں کہ آپ ہم سب میں زیادہ کتاب اللہ کے عالم اور دین کے حصے جمع کیے۔ (طبرانی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ" میں سو رہا تھا اسی حالت میں میرے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا جس سے میں خوب سیراب ہو کر پیا اس کی شادابی اور تری میرے ناخنوں سے پھوٹ کر نکل رہی ہے پھر بچا ہوا دودھ عمر کو دے دیا" صحابہ نے اس خواب کی تاویل دریافت فرمائی تو آپ نے فرمایا: (العلم) علم ہے یعنی دودھ پینے کا مطلب یہ ہے کہ میں نے شِیرِ علم پیا جس شِیرِ علم سے میں خوب خوب سیراب ہوا اور اس شیر علم کا کچھ حصہ عمر کو بھی ملا۔ حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو ضرور عمر ہوتے۔ (مشکاۃ المصابیح ص: ۸۵۵)

## موافقات سیدنا عمر احادیث کی روشنی میں

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''لو لم ابعث فیکم بعث عمر ایدہ اللہ تعالیٰ بملکین توفقاہ لسدادہ فاذااخطا صرفاہ حتیٰ یکون صواباتہ'' اگر میں تم میں مبعوث نہ ہوتا تو بے شک عمر نبی کر کے بھیجے جاتے، اللہ عزوجل نے دو فرشتوں سے عمر کی تائید فرمائی ہے وہ دونوں توفیق دیتے ہیں اور ہر معاملہ میں انہیں ٹھیک راہ پر رکھتے ہیں اگر عمر کی رائے لغزش کرتی ہے تو وہ فرشتے عمر کو اس سے پھیر دیتے ہیں تاکہ عمر سے حق ہی صادر ہو (رضوان اللہ علیہم اجمعین) (الامن والعلیٰ ۲۲۶ / ۲۴۵) بحوالہ مسند الفردوس دیلمی ج ۳ ص ۲۷۲)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ان اللہ تعالیٰ باھیٰ باھل عرفۃ و باھیٰ بعمر خاصۃً'' بے شک اللہ تعالیٰ نے عرفات میں جمع ہونے والوں پر عموماً اور حضرت عمر پر خصوصاً مباہات فرمائی۔

(الزلال النقی رسیدنا اعلیٰ حضرت ص: ۴۸) (تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۴ ،ص: ۲۸۷)

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجدد دین وملت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: فاروق اعظم، امیر المومنین، امام العادلین رضی اللہ عنہ کے جوہر نفس کو (خدا نے) ''صبغۃ اللہ'' کے کس رنگ پر رنگ دیا تھا کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔ شیطان اس جناب کے سایہ سے بھاگتا اور جب چہرہ اقدس پر نظر پڑتی تو تازیانہ جُندل فاروقی کی تاب نہ لا کر منہ کے بل گر پڑتا، سب نے اسلام کی طرف رغبت کی اور انہیں اس سے عزت ملی بخلاف عمر بن خطاب کہ اسلام نے ان کی طرف رغبت کی اور اسے ان سے عزت ملی، نہ آئے جب تک نہ بلایا اور نہ اٹھے جب تک نہ اٹھایا (مطلع القمرین فی

## موافقات سیدنا عمر احادیث کی روشنی میں

ابانۃ العمرین)

ان آیات و آثار اور ارشادات کے پیش کرنے کا مقصد بارگاہ رب العزت اور بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں سیدنا عمر کے دینی و ملی اور علمی مقام کو واشگاف کرنا اور یہ کہ دین اسلام کی خدمات میں سیدنا عمر بن خطاب کا کس قدر حصہ ہے۔ جیسا کہ شارع اسلام ﷺ نے یہ دعا فرمائی کہ: اے اللہ! عمر کے ذریعہ اسلام کو عزت عطا فرما اور اللہ عزوجل نے آپ کی اس دعا کو قبولیت سے سرفراز فرمایا اور آپ کے ذریعہ اسلام کو عزت وقوت عطا فرمائی اور دین کے بہت سے امور کو آپ کی رائے کے موافق نازل فرمایا اس لیے آپ کی زبان وحی وسکینہ کی ترجمان تھی، آپ کی زبان سے جو بھی حکم ظاہر ہوا، کلمہ حق وصواب ظاہر ہوا یہاں تک کہ آپ نے فرمایا:

"**وافقتُ ربی فی ثلاث: فی مقام ابراهیم و فی الحجاب وفی اساری بدر**" (مشکاۃ المصابیح ص ۵۵۸) میں نے تین چیزوں میں اپنے رب کی موافقت کی، مقام ابراہیم میں، پردے کے بارے میں اور بدر کے قیدیوں کے بارے میں۔

آپ نے اپنے کمال ادب کے تحت ایسا فرمایا ورنہ درحقیقت اللہ رب العزت نے آپ کی رائے کے مطابق آیات نازل فرما کر آپ کی موافقت فرمائی، یہ موافقت صرف تین باتوں میں نہ فرمائی بلکہ تقریباً بیس سے زائد مقامات میں آپ کی رائے کے مطابق آیات نازل فرمائی جیسا کہ احادیث و آثار کے مطالعہ سے یہ حقیقت عیاں و آشکارا ہوتی ہے۔

خاتم الحفاظ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر تحقیقانہ گفتگو فرمائی اور بیس سے زائد ان مقامات کی نشان دہی فرمائی جن میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی رائے کے مطابق آیتوں کو نازل فرمایا۔

اس موضوع پر بہت سارے علما نے تحقیقات فرمائی ہے۔ انھیں علما میں سے ایک جواں

سال عالم دین حضرت مولانا غلام مرتضیٰ مصباحی صاحب نے کچھ موافقات کی تحقیق وتوضیح فرمائی ہے اور اس موضوع پر مشتمل ایک گراں قدر رسالہ تالیف فرمایا، اللہ عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ وطفیل، ان کی اس علمی کاوش کو قبول خاص وعام فرمائے، مزید قلمی خدمات کی توفیق بخشے ،ان کے ذوق قرطاس وقلم کو فروغ واستحکام اور بلندی بخشے، علم وعمل کے زیور سے مزین وآراستہ فرمائے ،دارین میں انہیں اس دینی علمی وقلمی خدمت کا صلہ بخشے ،آمین بجاہ النبی الامین الکریم۔

**محمد ناظم علی رضوی**

خادم: جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

پنج شنبہ مبارکہ ۱۴۴۱ھ ۹/۸/۲۰۲۰ء

# تقریظ جلیل

ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ، شیخ الدلائل، مسیح العلما،
حضرت علامہ مولانا **مفتی مسیح الدین رضوی** صاحب
صدر شعبہ افتا: الجامعۃ الغوثیہ عربی کالج، اترولہ، ضلع بلرام پور، یو پی، انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے تمام مخلوقات میں جس جماعت کو سب سے عظیم وجلیل مرتبہ عطا فرمایا وہ حضرات انبیاے کرام ورسلان عظام علی نبینا وعلیہم السلام کی مبارک ومسعود جماعت ہے۔ ان میں نفس نبوت ورسالت میں اگرچہ تفریق نہیں ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ (البقرہ:۲۸۵) مگر مراتب ومدارج اور فضائل وکمالات کے اعتبار سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ (البقرہ:۲۵۳) اور بعض کو درجوں بلند فرمایا کہ اس درجے کا کوئی نہیں ہوسکتا۔ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ۭ (البقرہ:۲۵۳)

## موافقات سیدنا عمر احادیث کی روشنی میں

حضور پرنور، سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو باری تعالیٰ نے ایسی بے شمار خوبیوں سے نوازا اور ایسے اوصاف حمیدہ جلیلہ عظیمہ سے سرفراز فرمایا کہ عقل اس میں تعدد کو جائز نہیں رکھتی اور بلاشبہ بدہیت حکم کرتی ہے کہ اول المخلوقین، خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سوا ان کا مصداق، موجود و متحقق نہیں ہوسکتا کہ آپ کی ذات ان اوصاف میں ممتنع النظیر ہے۔

منزہ عن شریک فی محاسنہ
فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہر چیز بلند و بالا، ارفع و اعلیٰ ہے۔ خصوصاً اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو نسبت شریفہ کے سبب جو شرافت و کرامت اور قدر و منزلت اور عزت و طہارت حاصل ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں۔ اہل بیت اطہار و اصحاب رسول کے مناقب و مراتب، آیات و احادیث اور آثار سے ثابت ہیں۔ ان میں بعض کے لیے جزئی طور پر ارشاد ہے جو دوسرے کے لئے مروی نہیں مگر اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے کہ یہ فضل جزئی ہے جو مفضول کو بھی افضل پر مل سکتا ہے۔ فضل کلی اور شی ہے۔ (فتاوی رضویہ ، ج:۲۸، ص:۴۶۴)

مگر فضل کلی کے اعتبار سے بعد انبیا و مرسلین علیہم السلام، تمام مخلوقات میں سب سے افضل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر سیدنا مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ خلفا کی خلافت بترتیب افضلیت ہے یعنی خلافت کی ترتیب افضلیت کی ترتیب کے اعتبار سے ہے۔

علامہ شاہ محدث عبد العزیز دہلوی قدس سرہ، شرح میزان العقائد میں فرماتے ہیں:

”و الافضلیۃ کذالک ای بھذا الترتیب ای بترتیب الخلافۃ“

مراد رسول، امام العادلین، سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب

میں کثیر احادیث وآثار ہیں۔ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے جس سے آفتاب نصف النہار کی طرح آپ کی عظمت شان ظاہر و روشن ہے۔

" انه سمع ابا سعيد الخدری قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم" بينما انا نائم رايت الناس يعرضون علی وعليهم قمص منها ما يبلغ الثدی و منها مايبلغ دون ذالك و مر عمر بن الخطاب و عليه قميص يجره" قالوا ماذا اولت ذالك؟ يا رسول الله قال" الدين" .(صحيح مسلم، ج: ۲ ، ص: ۲۷٤)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں سو رہا تھا تو خواب دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جارہے ہیں اور وہ سب کرتے پہنے ہوئے تھے۔جن میں کچھ لوگوں کے کُرتے صرف سینے تک تھے اور بعض لوگوں کے اس سے نیچے تھے اور حضرت عمر بن خطاب کو پیش کیا گیا جو اتنا لمبا کرتا پہنے ہوئے تھے کہ زمین پر گھسیٹتے ہوے چلتے تھے'' لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' کہ دین''۔

اس روایت میں قمیص فی النوم سے مراد دین ہے اور اس کے گھسیٹنے کی دلالت اس پر ہو رہی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب کے نقوش اور طریقے بعد از وفات بھی باقی رہیں گے۔لوگ اس کی اقتدا کریں گے۔جیسا کہ امام ابوذکریا یحییٰ بن شرف نووی فرماتے ہیں:

"قال اصل العبارة القميص فی النوم معناه الدين وجره يدل علىٰ بقا ءآثاره الجميلة وسننه الحسنة فی المسلمين بعد وفاته يقتدى به" (المنهاج، ص: ۲۷٤ )

## موافقات سیدنا عمر احادیث کی روشنی میں

حضرت سیدتنا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

"انی لانظر الی شیاطین الجن والانس قد فروا من عمر" بلاشبہ میں نگاہِ نبوت سے دیکھ رہا ہوں کہ جن اور انس کے شیاطین عمر کے خوف سے بھاگتے ہیں۔ (مشکاۃ: ص: ۵۵۸)

ترمذی شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر و قلبه" یقیناً اللہ تعالیٰ نے عمر کے زبان وقلب پر حق جاری فرمادیا ہے۔ (مشکاۃ المصابیح ص: ۵۵۷)

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی " اللهم اعز الاسلام بعمر ابن الخطاب خاصه" الٰہی! خاص عمر بن خطاب کے ذریعے سے اسلام کو عزت دے۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنت (قدس سرہ)، اس حدیث شریف کے تحت ارشاد فرماتے ہیں:

"اس دعائے کریم کے باعث عمر فارق اعظم کے ذریعے جو جو عزتیں اسلام کو ملیں، جو جو بلائیں اسلام و مسلمین پر سے دفع ہوئیں، مخالف وموافق سب پر روشن ہیں۔ ولہذا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ما زلنا اعزة منذ اسلم عمر (البخاری) ہم ہمیشہ معزز رہے جب سے عمر داخل اسلام ہوئے۔ نیز فرماتے ہیں: کان اسلام عمر فتحا و هجرته نصرا وامارته رحمه لقد رأيننا لا نستطيع ان نصلى بالبيت حتى اسلم عمر "عمر کا اسلام فتح تھا، اور ان کی ہجرت نصرت اور ان کی خلافت رحمت ہے۔ صحابہ کو دیکھا کہ جب تک عمر مسلمان نہ ہوئے ہمیں کعبہ معظّمہ میں نماز پڑھنے پر قدرت نہ ملی۔ (الامن والعلی ص ٦) ترمذی شریف کی حدیث هے " لو كان بعدى نبى لكان عمر ابن الخطاب" اگر میرے بعد

نبی ہوتے تو عمر ہوتے۔(مشکوۃ،ص:۵۵۸)

حضرات انبیاے کرام و مرسلین عظام پر وحی و کتاب کا نزول ہوا۔ وحی نبوت انبیا کے لیے خاص ہے جو اسے غیر نبی کے لیے مانے کافر ہے۔نوع بشر کے لیے نبوت سے بڑھ کر کوئی کمال نہیں، اگر حضور خاتم النبیین کے بعد نبی ہونا ممکن ہوتا تو یہ درجہ سیدنا عمر فاروق اعظم کو ملتا،اس سے کس قدر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی عظمت وفضیلت ظاہر ہو رہی ہے۔اس فضیلت کی ضوفشانی اس سے ہوتی ہے، کہ آپ کی رائے کی موافقت میں اللہ تعالی نے آیات قرآنی اور احکام اسلامی کو نازل فرمایا۔حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی موافقت میں احکام کا نازل ہونا، آپ کی عظمت وفضیلت کی واضح دلیل اور بین ثبوت ہے،اور اجل فضائل ومناقب سے ہے۔

امام نووی شرح مسلم المنہاج ،ج ۲ ،ص ۲۷۲ میں فرماتے ہیں :"هذا من اجل مناقب عمر وفضائله"

موافقت عمر بن خطاب کے موضوع پر ارباب تحقیق نے محققانہ کلام فرمایا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر کلام کرتے ہوئے بیس آیات کی نشان دہی کرتے ہوئے تحقیق کی ہے کہ ان کا نزول موافقت عمر میں ہے۔اور دیگر علما وائمہ نے بھی اس پر گراں قدر کلام فرمایا ہے،اور اسی موضوع پر ایک باصلاحیت،محنتی مخلص، فاضل جلیل، جواں سال عالم دین، **حضرت مولانا غلام مرتضی صاحب قبلہ مصباحی صدر المدرسین دار العلوم محبوبیہ، رموا پور کلاں**، اترولہ، ضلع بلرام پور، نے احادیث کی روشنی میں موافقت عمر کو بیان کیا ہے۔انداز بیان آسان اور سہل ہے۔معنویت اور افادیت سے بھر پور ہے۔خصوصا تفسیر وتوضیح کے بعد فوائد جلیلہ کی سرخی کے ساتھ جو وضاحتی نوٹ لگایا ہے اس سے کتاب کی افادیت اور بڑھ گئی ہے۔

مولا تعالیٰ! مولانا موصوف کی خدمت دینیہ کو قبول فرمائے، مزید خدمات کے مواقع عطا فرمائے اور اس کتاب کو مقبول انام فرمائے۔ آمین! بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوات واکرم التسلیم

**محمد مسیح الدین غفرلہ**

خادم درس وافتا:

الجامعۃ الغوثیہ، عربی کالج، اترولہ، ضلع بلرام پور۔

۲۰ر صفر المظفر ۱۴۴۲ھ

# کلمات تحسین

ادیب شہیر، ماہر درسیات، عالم باعمل، منبع علم وحکم

**حضرت علامہ مولانا حشمت علی صاحب مصباحی مشاہدی**

الجامعۃ الغوثیہ عربی کالج، اترولہ، بلرام پور یوپی۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مراد نبی، خلیفہ ثانی، امیر المومنین، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار فضائل و کمالات ودیعت فرمائی تھی، مزید برآں آفتاب نبوت کی منور ومطہر کرنوں نے آپ کے آئینہ قلب کو ایسا پاک وصاف اور منور کر دیا تھا کہ آپ میں کمالات نبوت کا عکس و پرتو نظر آنے لگا۔

حضور رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، راحۃ العاشقین کے فیض صحبت اور نگاہ کیمیا اثر نے آپ کو جن مختلف ومتنوع کمالات وخصوصیات سے نوازا، ان میں سے ایک وصف خاص یہ ہے کہ قرآن مقدس کی متعدد آیات، آپ کی خواہش و رائے کی موافقت و مطابقت میں نازل ہوئیں۔

زیر نظر کتاب:

## موافقات سیدنا عمراحادیث کی روشنی میں

**''موافقات سیدنا عمراحادیث کی روشنی میں''** میں انہیں چند موافقات کو یک جا کیا گیا ہے،فقیر نے اس کتاب کا جستہ جستہ مطالعہ کیا بحمد اللہ تعالیٰ! بہتر پایا۔

اس کتاب کی ترتیب و تجمیع سے ہی پتہ چلتا ہے کہ عزیز القدر( **حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب مصباحی صدر المدرسین دار العلوم محبوبیہ رموا پور کلاں** ) نے بڑی محنت وعرق ریزی سے اس کتاب کو تیار کی ہے۔

فقیر! مولانا موصوف کو عمیق قلب سے مبارک بادی پیش کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ مولا تعالیٰ! موصوف کی اس سعی جمیل کو قبول فرما کر مقبول انام فرمائے، نیز موصوف کے قلم میں مزید قوت عطا فرمائے اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ واشاعت کی خوب خوب توفیق بخشے آمین بجاہ سید المرسلین۔

حشمت علی مصباحی

الجامعۃ الغوثیہ عربی کالج اترولہ بلرام پور یوپی

۲۸/ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ ۱۴/دسمبر ۲۰۲۰ء

# پہلی موافقت

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قُلۡ مَنۡ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبۡرِيۡلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلۡبِكَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَهُدًى وَّبُشۡرٰى لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ {۹۷} مَنۡ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبۡرِيۡلَ وَمِيۡكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ {۹۸}[۱]

ترجمہ:

تم فرمادو جو کوئی جبریل کا دشمن ہو تو اس (جبریل) نے تو تمھارے دل پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتا اور ہدایت و بشارت مسلمانوں کو، جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔ (کنز الایمان)

## شان نزول:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''کہ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما یہود کے پاس گئے، جب انہوں نے حضرت عمر بن خطاب کو دیکھا تو ان کو خوش آمدید کہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' میں تمھاری طرف کسی محبت یا رغبت کی وجہ سے نہیں آیا ہوں، میں تو تمھارے پاس تمھاری باتیں سننے آیا ہوں''

[۱] سورۃ البقرہ، الآیۃ: ۹۷، ۹۸.

دونوں نے ایک دوسرے سے سوالات کیے اور بحث کی۔ یہودیوں نے پوچھا: آپ کے نبی کا دوست کون ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''جبریل'' انہوں نے کہا وہ تو ہمارا دشمن ہے وہ تو آسمان سے آ کر ہمارے راز حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بتا دیتا ہے جب بھی وہ آتا ہے جنگ اور قحط سالی لے کر آتا ہے۔ البتہ ہمارے نبی کا دوست میکائیل ہے وہ جب بھی آتا ہے صلح، خوش حالی اور غلہ کی فراوانی کے ساتھ آتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو تم جبریل (علیہ السلام) کو پہچانتے ہو اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا انکار کرتے ہو! پھر حضرت عمر اٹھ کر چلے گئے اور اس کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: **مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ الآية**'' [۱]

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ:

''مفسرین کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ مذکورہ بالا آیات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق نازل ہوئی ہیں''

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ'' میں یہودیوں کے پاس جایا آیا کرتا تھا کہ دیکھوں کیسے تورات قرآن شریف کی تصدیق کرتی ہے اور قرآن مجید تورات کی، ایک دن میں نے ان سے کہا کہ میں تم کو اللہ وحدہ لاشریک اور اس کی کتاب اپنے اندر موجود ہونے کو خیال میں رکھ کر رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ اس پر سب خاموش ہو گئے۔ ان کے بڑے عالم نے ان سے کہا کہ اس نے تم کو بڑی قسم دی ہے سچا جواب کیوں نہیں دیتے؟

[۱] جامع البیان، ج:۱، ص:۳۳٤، مطبوعہ: دار المعرفہ بیروت

انہوں نے جواباً کہا کہ آپ ہی ہمارے بڑے عالم ہو آپ ہی جواب دے دو، تو یہودیوں کے عالم کبیر نے کہا اگر آپ اتنی بڑی قسم نہ دیتے تو میں ہرگز نہ بتاتا، سچ یہ ہے کہ ''ہم دل سے جانتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم جانتے ہو تو مانتے کیوں نہیں؟ انہوں نے کہا کہ صرف اس لیے کہ ان کے پاس وحی لے کر آنے والا فرشتہ جبریل ہے وہ تنگی، سختی اور عذاب لے کر آتا ہے۔

جب بھی وہ آتا ہے جنگ اور قحط سالی لے کر آتا ہے۔ ہم اس کے اور وہ ہمارا دشمن ہے۔ اگر میکائیل وحی لے کر آتے تو ہم تسلیم کر لیتے کیوں کہ وہ راحت، رحمت اور نرمی لے کر آتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ان کی خدا کے نزدیک کیا قدر و منزلت ہے؟ انہوں نے کہا کہ جبریل اللہ کے داہنے بازو ہیں اور میکائیل بائیں، میں نے کہا کہ اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جو ان میں کسی کا دشمن ہے اس کا خدا دشمن ہے؛ اتنا کہہ کر میں چلا آیا جب حضور ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا:

**''یا ابن الخطاب قد انزل اللہ ''مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ'' الآیة''[۱]**

تفسیر مظہری میں پورا واقعہ اسی طرح ہے اخیر میں مزید یہ بھی ہے کہ:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جبرئیل کے لیے یہ حلال نہیں کہ میکائیل سے دشمنی کریں اور نہ میکائیل کے لیے کہ جبرئیل کے دشمنوں سے مصالحت کریں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ دونوں اور ان دونوں کا رب اس شخص سے صلح رکھتے ہیں جو ان تمام سے صلح رکھتے ہیں اور اس شخص سے جنگ کرتے ہیں جو ان سے جنگ کرتا ہے۔

[۱]تفسیر ابن کثیر، ج:۱، ص:۱۳۱

پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور میں نے ارادہ کیا کہ آپ کو اس واقعہ کی خبر دے دوں، جب میں آپ سے ملا تو آپ نے فرمایا میں تجھ کو وہ آیات نہ سنادوں جو مجھ پر اتری ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیوں نہیں؟ آپ نے یہ آیت پڑھی من کا ن عدوا الآیۃ

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ کی قسم میں یہودیوں کے پاس سے ہو کر آپ کی خدمت میں آیا ہوں تا کہ آپ کو وہ باتیں بتاؤں جو انہوں نے مجھ سے کہیں ہیں اور میں نے ان سے کہا، میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے ہی اپنے نبی کو بتا دیا۔[۱]

## فوائد جلیلہ:

انبیا اور ملائکہ کی عداوت کفر اور غضب الٰہی کا سبب ہے اور محبوبان حق سے دشمنی خدا سے دشمنی کرنا ہے۔ سارے فرشتوں کی تعظیم ضروری ہے، کسی ایک کی بھی تنقیص سے دائرہ ایمان سے نکل جائے گا۔

فرشتے ہمیشہ عبادت الٰہی میں مصروف رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے ذمہ جو کام سونپا ہے اس کو پورا کرنے میں لگے رہتے ہیں، اللہ کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کرتے ہیں بغیر حکم خدا اپنی طرف سے کسی کو نفع ونقصان نہیں پہنچاتے ہیں۔[۲]

یہود کی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ عداوت بے معنیٰ ہے۔

[۱]تفسیر مظهری،سورة البقره،تحت الآیۃ:۹۷´۹۸.

[۲]بہار شریعت،ح:۱،فرشتوں کا بیان

کیوں کہ اگر ان میں ذرا بھی انصاف ہوتا اور ذرا سی بھی عقل و دانش ہوتی تو وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے بجائے نفرت و بغض کے، محبت کرتے اور ان کے شکر گزار ہوتے کیوں وہ ایسی کتاب لائے جس سے ان کی اور جملہ کتب ساویہ ماضیہ کی تصدیق و تائید ہوتی ہے۔

جو جبرئیل علیہ السلام کا دشمن ہے وہ اللہ کا دشمن ہے، کیوں کہ جبرئیل کو اللہ تعالیٰ بھیجنے والا ہے، اس لیے جبرئیل کا دشمن، اللہ کا دشمن ہوا۔

اسی طرح جبرئیل کا دشمن، سارے فرشتوں کا دشمن ہے کیوں کہ سارے فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے مُحِب و موافق ہیں، اس لیے جو جبرئیل کا دشمن ہوگا وہ لازماً سارے فرشتوں کا دشمن ہوگا۔

یوں ہی دشمنِ جبرئیل، دشمن انبیا و مرسلن بھی ہے کیوں کہ حضرت جبرئیل تمام رسولوں کے ولی و دوست ہیں اس لیے اُن کا دشمن اِن سب کا دشمن ہوگا۔[۱]

آیت کریمہ میں "للمومنین" فرمانے میں یہود کا رد ہے کہ اب تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ہدایت و بشارت لا رہے ہیں پھر بھی تم ان کی عداوت و دشمنی سے باز نہیں آتے!۔[۲]

---

[۱]تبیان القرآن،ج:۱،ص:٤٨٠.

[۲]تفسیر خزائن القرآن،تحت الآیة:٩٧-٩٨.

## دوسری موافقت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰھٖمَ مُصَلًّی ط"[۱]

**ترجمہ:**

اورابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کونماز کامقام بناؤ( کنزالایمان )

**شان نزول:**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے حج کا حال بیان کرتے ہوئے نقل فرماتے ہیں:

**"لما طاف النبی ﷺ قال له هذا مقام ابینا؟قال نعم قال افلا نتخذه مصلی؟فانزل الله عزوجل"وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰھٖمَ مُصَلًّی ط"و فی روایة فلم یلبث الا یسیرا حتی نزلت"**

جب رسول اللہ ﷺ نے طواف کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقام ابراہیم کی طرف اشارہ کرکے کہا کیا یہی ہمارے باپ کا مقام ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، کیا ہم اس کونماز پڑھنے کی جگہ نہ بنالیں؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

---

[۱]البقرہ:۱۲۵.

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوال کے تھوڑی دیر کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: وَاتَّخِذُوا الآیۃ۔[۱]

بخاری شریف میں ہے:

''عن انس قال وافقت اللہ فی ثلاث او وافقنی ربی فی ثلاث قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''لو اتخذت مقام ابراهيم مصلى'' فانزل اللہ تعالیٰ ''وَاتَّخِذُوا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهٖمَ مُصَلًّى ط''

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تین باتوں میں میری رائے اللہ تعالیٰ کے علم کے موافق ہوئی یا میرے رب نے تین باتوں میں میری موافقت فرمائی:

**① میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ قرار دے دیں تو بہتر ہوگا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ''وَاتَّخِذُوا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهٖمَ مُصَلًّى ط''**

② آیت حجاب کے نزول سے پہلے میں نے عرض کیا؛ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کاش! آپ اپنی ازواج مطہرات کو حجاب میں رہنے کا حکم دے دیں تو آیت حجاب نازل ہوگئی۔

③ جب ازواج مطہرات غیرت میں مجتمع ہوگئیں تو میں نے ان سے کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں طلاق دے دیں تو بعید نہیں کہ ان کا رب، تم سے بہتر بیویاں عطا فرمادے تو یہ آیت (عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنۡ طَلَّقَكُنَّ الآیۃ) نازل ہوئی۔[۲]

[۱]تفسیر ابن کثیر، ج:۱، ص:۱۶۹. [۲]بخاری شریف، ج:۳، ص ۲۴۴.

(محدثین فرماتے ہیں کہ ان تین امور میں حصر کی وجہ ان کی شہرت ہے ورنہ موافقت کی تعداد اس سے زائد ہے)

## فوائد جلیلہ:

مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظّمہ کی بنا فرمائی اور اس میں آپ کے قدم مبارک کا نشان تھا اس کو نماز کا مقام بنانے کا امر استحباب کے لیے تھا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اس نماز سے طواف کی دو رکعتیں مراد ہیں۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اس نماز سے طواف کے بعد پڑھی جانے والی دو واجب رکعتیں مراد ہیں۔[۱]

**اس آیت سے مندرجہ باتیں معلوم ہوئیں:**

جس پتھر کو نبی ﷺ کی قدم بوسی حاصل ہو جائے وہ عظمت والا ہو جاتا ہے۔

آثار انبیا سے برکتیں اور رحمتیں حاصل ہوتی ہیں۔

مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنانے کے حکم سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیا کا مقام و مرتبہ بہت بلند و بالا ہے۔

نبی کی تعظیم توحید کے منافی نہیں ہے کیوں مقام ابراہیم کا احترام تو عین نماز میں ہوتا ہے۔

[۱]کنز الایمان،بیضاوی ،البقرہ، تحت الآیۃ:۱۲۵.

عین نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم، نماز کو ناقص نہیں کرتی ہے بلکہ کامل و مکمل بنا دیتی ہے اور قبولیت کے قریب کر دیتی ہے۔

جو لوگ ایسا لکھتے اور پڑھتے ہیں کہ:

''نماز میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آجائے تو نماز نہیں ہوگی'' (معاذ اللہ)

جب نماز صدقہ رسول میں ملی ہے تو اس کی ادائیگی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال کیوں کر نہ آئے گا، ایسی عقل و شعور کے یتیموں کو سوچنا چاہیے کہ وہ نماز ہی کیسی جو بغیر یادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑھی جائے، ان کو چاہیے کہ بغیر تاخیر توبہ، اپنے ان خرافات و بکواس سے تائب ہو کر پناہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل کر لیں: ؎

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اللہ تعالیٰ! ایسوں کے دام تزویر و فریب سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین

# تیسری موافقت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"اُحِلَّ لَکُمۡ لَیۡلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمۡ ط ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لِبَاسٌ لَّھُنَّ ط عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمۡ کُنۡتُمۡ تَخۡتَانُوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ فَتَابَ عَلَیۡکُمۡ وَعَفَا عَنۡکُمۡ ج فَالۡـٰٔنَ بَاشِرُوۡھُنَّ وَابۡتَغُوۡا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمۡ ص"[۱]

**ترجمہ:**

روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لیے حلال ہوا وہ تمھاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس، اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا تو اب ان سے صحبت کرو اور طلب کرو جو اللہ نے تمھارے نصیب میں لکھا ہو (کنز الایمان)

**شان نزول:**

ابتدائے اسلام میں روزہ داروں کے لیے شروع رات میں کھانے، پینے وغیرہ کی اجازت تھی، سوجانے کے بعد اگر کوئی کھانا، پینا یا اپنی عورت سے قربت کرنا چاہتا تو اس کی ممانعت تھی بعض لوگوں سے اس کے خلاف عمل سرزد ہو گیا تو وہ خدمت نبوی میں اقرار، اظہار اور ندامت و توبہ و استغفار کے ساتھ حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبول توبہ کا اعلان ہوا۔[۲]

[۱]سورۃ البقرۃ: ۱۸۷[۲]جلالین وصاوی البقرہ :تحت ھذہ الآیات.

یہ تو اس آیت کے شان نزول کا عمومی پہلو ہے جس کے مطابق کسی ایک صحابی کو شان نزول کا سبب قرار نہیں دیا جا سکتا لیکن جب علیٰ حدہ علیٰ حدہ روایات کو دیکھا جائے تو اس سلسلہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا نام بھی آتا ہے۔

خزائن العرفان میں ہے:

''شرائع سابقہ میں افطار کے بعد کھانا، پینا اور مجامعت کرنا نماز عشا تک حلال تھا، بعد نماز عشا یہ تمام چیزیں شب میں بھی حرام ہو جاتی تھیں، یہ حکم زمانہ اقدس تک باقی تھا، بعض صحابہ سے رمضان کی راتوں میں بعد نماز عشا مباشرت وقوع میں آئی، انھیں میں حضرت عمر بن خطاب بھی تھے اس پر وہ حضرات نادم و شرمندہ ہوئے اور بارگاہ رسالت میں عرض کیا، اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا اور یہ آیت نازل ہوئی اور بیان فرما دیا گیا کہ آئندہ کے لیے رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک جماع کرنا حلال قرار دیا گیا۔[۱]

علامہ محمود آلوسی، علامہ ابن کثیر و دیگر مفسرین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس آیت کا سبب نزول قرار دیتے ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اس آیت کو خصوصیات اور موافقات میں شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کہ ابتدائے اسلام میں رمضان کی رات میں بیوی سے قربت منع تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں کچھ عرض کیا تو یہ آیت نازل ہوئی''[۲]

---

[۱]خزائن العرفان فی تفسیر القرآن،تحت هذه الآیات.

[۲]تاریخ الخلفا، ص: ۱۹۹.

علامہ ابن کثیر نقل کرتے ہیں:

''کہ ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجلس نبوی میں بیٹھے دیر تک باتیں کرتے رہے بیوی کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ میں سوگئی تھی، حضرت عمر نے اس کو بہانہ سمجھا اور مباشرت کر لی ''**فغدا عمر بن الخطاب الی النبی** ﷺ **فاخبرہ فانزل اللہ**'' صبح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رات کا ماجرہ بیان کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور فرمایا گیا کہ آئندہ تمھارے لیے رمضان کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا حلال قرار دیا گیا۔

## فوائد جلیلہ:

آیت میں خیانت سے مراد وہ ہم بستری ہے جو اجازت سے پہلے رمضان کی راتوں میں مسلمانوں سے سرزد ہوئی تھی۔

آیت کریمہ میں ''وابتغوا'' سے کیا مراد ہے؟

ایک قول یہ ہے کہ عورتوں سے ہم بستری اولاد حاصل کرنے کی نیت سے ہونا چاہیے جس سے مسلمانوں کی افرادی قوت میں اضافہ ہو اور دین قوی ہو۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد شرعی طریقے کے مطابق ہم بستری کرنا ہے۔[۱]

ایک قول یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے اس کو طلب کرنے کے معنیٰ میں رمضان کی راتوں میں کثرت سے عبادت کرنا اور بیدار رہ کر شب قدر کی جستجو کرنا ہے۔[۲]

[۱]تفسیرات احمدیہ ،البقرہ،تحت الآیۃ ۱۸۷ ص:٦٩

[۲]تفسیر کبیر، البقرۃ،تحت الآیۃ ۱۸۷،ج :۲ ص۲۷۲:

## چوتھی موافقت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡخَمۡرِ وَالۡمَیۡسِرِ ط قُلۡ فِیۡہِمَاۤ اِثۡمٌ کَبِیۡرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ز وَ اِثۡمُہُمَاۤ اَکۡبَرُ مِنۡ نَّفۡعِہِمَا ط"

**ترجمہ:**

تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ دنیوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔(کنز الایمان)

**شان نزول:** تفسیر ابن کثیر میں ہے:"عن میسرہ عن عمر قال لما نزل سورة تحریم الخمرقال اللھم بین لنا فی الخمر بیانا شافیافنزلت ھذہ الآیۃالتی فی البقرۃ"**یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡخَمۡرِ وَالۡمَیۡسِرِ ط قُلۡ فِیۡہِمَاۤ اِثۡمٌ کَبِیۡرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ز وَ اِثۡمُہُمَاۤ اَکۡبَرُ مِنۡ نَّفۡعِہِمَا** ط"فدعی عمرفقرءت علیہ ،فقال اللھم بین لنا فی الخمربیانا شافیافنزلت الآیۃ التی فی النساء"**یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقۡرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنۡتُمۡ سُکٰرٰی**"فکان منادی رسول اللہ ﷺ اذا قام الصلاۃنادی ان لا یقربن الصلاۃسکران فدعی عمرفقرءت علیہ ،فقال اللھم بین لنا فی الخمربیانا شافیافنزلت الآیۃالتی فی المائدۃفدعی عمر فقرئت علیہ فلما بلغ"فَہَلۡ اَنۡتُمۡ مُّنۡتَہُوۡنَ"قال عمر انتھینا انتھینا"

[١]البقرہ:٢١٩.

ترجمہ: حضرت ابو میسرہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا''
جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ! ہمارے لیے شراب کے متعلق واضح حکم نازل فرمادے، اس پر سورہ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی: '' يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ز وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور یہ آیت پڑھ کر سنائی گئی لیکن اس کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہی دعا کی اے اللہ! ہمارے لیے اس سے واضح حکم نازل فرما۔

جب سورہ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی ''يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى'' نماز کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ایک منادی کرنے والا یہ اعلان کرتا کہ کوئی نشے والا نماز کے قریب بھی نہ آئے۔

حضرت عمر کو بلا کر ان کے سامنے یہ آیت بھی تلاوت کی گئی پھر بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہی دعا کی یا اللہ! شراب کے متعلق اس سے واضح حکم نازل فرمااس پر سورہ مائدہ کی یہ آیات نازل ہوئیں:

''يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ{۹۰}اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ج فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ{۹۱}''

ترجمہ: اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام، تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ، شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے (کنز الایمان)

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ آیت بھی سنائی گئی جب ان کے کانوں میں جب ''**فھل انتم منتھون**'' کے الفاظ پڑے تو آپ کہہ اٹھے انتھینا انتھینا' ہم باز آ گئے۔ ہم باز آ گئے۔[۱]

شعر:۔

حضرت ہی کی خواہش پر ہوئیں بند شرابیں
اسلام میں ہے خمر سے تحذیر ابھی تک

## فوائد جلیلہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ:

''زانی، زنا کرتے وقت مومن نہیں رہتا ہے اور شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا ہے اور چور، چوری کرتے وقت مومن نہیں رہتا ہے''[۲]

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر شراب کا ایک قطرہ کنوئیں میں گر جائے پھر اس جگہ منارہ بنایا جائے تو میں اس پر اذان نہ کہوں اور اگر دریا میں شراب کا ایک قطرہ پڑ جائے پھر دریا خشک ہو جائے اور وہاں گھاس اُگ آئے تو میں اس میں اپنے جانور نہ چراؤں، سبحان اللہ! گناہ سے کس قدر نفرت ہے (**رزقنا اللہ اتباعھم**)

شراب ۳ر ہجری میں غزوہ احزاب کے چند روز بعد حرام کی گئی اس سے قبل یہ بتایا گیا تھا کہ جوئے اور شراب کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ ہے۔

[۱]تفسیر ابن کثیر، ج :۱، ص :۲۵۵. جامع البیان، ج :۲ ،ص: ۲۱۱.
سنن ابو دائو، ج: ۲ ،ص :۱۶۱.
[۲]صحیح بخاری،ج:۲،ص:۸۳۶.

نفع تو یہی ہے کہ شراب سے کچھ سُرُ ور آتا ہے یا اس کی خرید وفروخت سے تجارتی فائدہ ہوتا ہے اور جوئے میں کبھی مفت کا مال ہاتھ آتا ہے اور گناہوں اور مفسدوں کا تو کوئی شمار ہی نہیں۔

عقل، غیرت اور حمیت کا زوال، عبادات سے محرومی، لوگوں سے عداوتیں، سب کی نظر میں خوار ہونا، دولت و مال کی اضاعت، ماں بہن کے درمیان فرق کو بھول جانا وغیرہ۔

طبی اور سائنسی نقطہ نظر سے بھی شراب کے بے شمار نقصانات ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے شراب کو ام الخبائث یعنی تمام بیماریوں کی جڑ فرمایا ہے۔ شراب و کفر کو دو دہائی پہلے لازم وملزوم سمجھا جاتا تھا جب بھی مفہوم شراب وشرابی خیال وتصور میں آتا یا سننے میں آتا کہ کسی نے شراب پیا ہے تو فورا بے ساختہ زبان و بیان سے یہی جملہ نکلتا تھا کہ پینے والا ایسا شخص ہوگا جس کا اسلام ومسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہوگا مگر آج نہایت افسوس! کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے مسلم معاشرے میں بھی ایسے بے شمار لوگ موجود ہیں جو اس برائی میں مبتلا ہیں (العیاذ باللہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں تعلیم قرآن پر عمل پیرا فرمائے اور قوم مسلم کو شراب خوری کی حرام خوری اور ہر فعل حرام و کار بد سے بچائے، آمین

ایک روایت میں ہے کہ جبریل امیں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کو جعفر طیار کی چار خصلتیں پسند ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جعفر طیار سے دریافت فرمایا، انہوں نے عرض کیا:

(۱) ایک تو یہ کہ میں نے کبھی شراب نہیں پی یعنی حکم حرمت سے پہلے بھی اس کی وجہ یہ تھی کہ میں جانتا تھا کہ اس سے عقل زائل ہوتی ہے اور میں چاہتا تھا کہ عقل اور بھی تیز ہو۔

(۲) دوسری خصلت یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی میں نے کبھی بت کی پوجا نہیں کی،

کیوں کہ میں جانتا تھا کہ یہ پتھر ہے نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ ضرر دور کر سکتا ہے بلکہ مجبور محض ہے۔ جب اپنے اوپر بیٹھی ہوئی مکھی و مچھر کو بھی نہیں ہٹا سکتا تو اپنی پوجا کرنے والوں پر آنے والے مصائب و آلام اور مشکلات کو دفع کیسے کر سکتا ہے۔

(۳) تیسری خصلت یہ ہے کہ کبھی میں نے زنا نہیں کیا کیوں کہ اس کو میں بے غیرتی اور بدخصلتی سمجھتا تھا۔

(۴) چوتھی خصلت یہ کہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا کیوں کہ میں اس میں کمینہ پن سمجھتا تھا۔[۱]

## تبصرہ:

واقع میں ایسا ہے بھی کہ زانی کی عزت نیلام ہوجاتی ہے اور اس کی غیرت کا جنازہ نکل جاتا ہے لوگوں کی نظر میں اس کی وقعت ختم ہوجاتی ہے اس سے بڑی بات یہ کہ وہ خود اپنی نظر میں گر جاتا ہے مال و دولت کا خسارہ ونقصان ہوجاتا ہے۔

---

[۱] تفسیرات احمد، خزائن العرفان، سورۃ البقرۃ، تحت ھذہ الآیۃ

# پانچویں موافقت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾"[۱]

**ترجمہ:**

تو اے محبوب! تمھارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک کہ آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنالیں پھر جو کچھ تم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں (کنزالایمان)

**شان نزول:**

اس آیت کے دو شان نزول ہیں امام جریر نے لکھا ہے ہے کہ ہوسکتا ہے کہ یہ دونوں واقعے اسی آیت کے نزول کا سبب ہوں:

(۱) بخاری شریف میں ہے:

''کہ اہل مدینہ پہاڑ سے آنے والے پانی سے باغوں میں آب پاشی کرتے تھے وہاں ایک انصاری کا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا ہوا اس بات کو لے کر کہ کون پہلے اپنے کھیت کو پانی دے گا، یہ معاملہ حضور ﷺ کے حضور پیش کیا گیا سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اے زبیر! تم اپنے باغ کو پانی دے کر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دو''

[۱] سورۃ النسا، ۶۵.

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو پہلے پانی کی اجازت اس لیے دی گئی کہ ان کا کھیت پہلے آتا تھا اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے انصاری کے ساتھ بھی احسان کرنے کا حکم دیا لیکن مجموعی فیصلہ انصاری کو ناگوار گزرا اور اس کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ زبیر آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں اس لیے آپ نے ان کے حق میں فیصلہ کیا ہے۔

باوجود اس کے، فیصلہ میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو انصاری کے ساتھ احسان کی تاکید فرمائی تھی لیکن انصاری نے اس کی قدر نہ کی تو حضور ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اپنے باغ کو سیراب کر کے پانی روک لو اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

''فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿﴾[۱]

(۲) تفسیر درمنثور میں ہے:

''بشر نامی ایک منافق جو اپنے کو مسلمانوں میں سے سمجھتا تھا اس کا ایک یہودی کے ساتھ کسی بات پر جھگڑا ہو گیا بشر منافق کہتا تھا کہ اپنے جھگڑے کا فیصلہ کعب بن اشرف سے کرائیں (یہ یہودیوں کا بہت بڑا رشوت خور سردار تھا اور روپے، پیسے لے کر ناحق فیصلے کر دیا کرتا تھا)

یہودی نے منافق سے کہا کہ تمھارے نبی حضرت محمد ﷺ سے فیصلہ کرواتے ہیں لیکن وہ منافق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیصلہ کروانے پر تیار نہیں ہو رہا تھا کیوں کہ وہ سمجھتا تھا کہ میں جھوٹا ہوں فیصلہ میرے خلاف ہی ہوگا۔

[۱] بخاری، کتاب الصلح، باب اذا اشار الامام بالصلح، ج۲:، ص: ۲۱۵.

صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۳۵۷. سنن ابو دائو، رقم الحدیث: ۳۶۳۷.

سنن ترمذی، رقم الحدیث: ۳۰۳۸.

آخر کار کافی دیر بات چیت کے بعد دونوں میں یہ طے ہوا کہ حضرت محمد ﷺ سے فیصلہ کراتے ہیں چوں کہ منافق غلطی پر تھا اس لیے حضور ﷺ نے بعد تحقیق معاملہ، یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا بشر منافق کو یہ ناگوار گزرا اور اس پر راضی نہ ہوا، اس لیے اس نے اپنے حق میں فیصلہ کے لیے ایک نئی چال چلی کہ چلو اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کراتے ہیں.

یہودی نے کہا کہ جب آپ کے نبی ﷺ نے فیصلہ کر دیا تو کسی اور سے فیصلہ کرانے کی ضرورت ہی نہیں رہی مگر منافق بار بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کرانے کی رَٹ لگا رہا تھا، اس کا خیال تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کفار کے معاملہ میں بڑے سخت ہیں اس لیے فیصلہ میرے حق میں کر دیں گے آخر کار یہودی مرتا کیا نہ کرتا؛ بادلِ ناخواستہ منافق کی یہ بات بھی منظور کر لی.

دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے یہودی نے سارا واقعہ بیان کیا ساتھ میں یہ بھی کہا کہ آپ کے نبی ﷺ اس کا فیصلہ میرے حق میں کر چکے ہیں مگر یہ شخص اس پر مطمئن نہیں ہے اور مجھے آپ کے پاس آنے پر مجبور کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منافق سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کر دیا ہے؟ اس نے اقرار کیا؛ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا رکو میں ابھی فیصلہ کیے دیتا ہوں، آپ اندر تشریف لے گیے ایک تلوار لائے اور منافق کی گردن ماردی اور فرمایا کہ ”هٰكذا اَقْضِي لِمَن لَمْ يَرْضِ بِقَضاءِ اللهِ وَ رَسُوْلِهِ“ جو حضور ﷺ کا فیصلہ نہ مانے تو اس کے لیے میرا یہی فیصلہ ہے۔

نبی کا فیصلہ نہ مان کر وہ جان سے گیا
مزاج عمر کا ہے کیسا حضور جانتے ہیں

حضور ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ واقعی عمر کی تلوار کسی مومن پر نہیں اٹھتی ہے

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی'' فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ الآية''[۱]

شعر؂

عمر نے تن سے جدا کر دیا تھا سر جس کا
وہ اپنا ہے کہ پرایا حضور جانتے ہیں

**علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے بھی اس آیت کو موافقات عمر رضی اللہ عنہ سے شمار کیا ہے۔[۲]**

## فوائد جلیلہ:

بعض روایات میں ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فاروق کے لقب سے ملقب کیا گیا جیسا کہ علامہ محمود آلوسی نے تحریر کیا:

**''و فی بعض الروایات و قال جبریل ان عمر فرق بین الحق و الباطل و سماه النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الفاروق رضی اللہ عنه''[۳]**

بعض روایات میں ہے کہ کعب بن اشرف طاغوت ہے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فاروق ہیں کیوں کہ آپ نے حق اور باطل میں فرق کر دیا تھا۔

شعر:؂

فارق حق و باطل امام الهدی
تیغ مسلول شدت پہ لاکھوں سلام

[۱]تفسیر دُر منثور،ج: ۲ ،ص: ۵۸۵ .جامع البیان، ج:۵، ص: ۱۰۱ .

[۲]تاریخ الخلفا، ص: ۲۰۰ .

[۳]روح المعانی، ج:۵، ص: ٦٧ .

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ نہ ماننے والا مومن نہیں ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان ایک فیصلہ کو بظاہر مان لیتا ہے مگر دل سے قبول نہیں کرتا مگر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فیصلہ کر دیں تو بظاہر اور بباطن دونوں اعتبار سے مطمئن ہونا ضروری ہے اسی لیے قرآن شریف میں ہے ''ثُمَّ لَا یَجِدُوا فِیۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجاً'' پھر جو کچھ رسول فرما دیں اس سے اپنے دل میں رکاوٹ اور تنگی نہ پائیں۔

بعض اوقات ایک کورٹ سے فیصلہ کے بعد اس سے اوپر کی کورٹ میں اس فیصلہ کے خلاف عرضی داخل کرنے کا اختیار ہوتا ہے جیسے ہائی کورٹ کے فیصلہ کے بعد سپریم کورٹ میں عرضی داخل کی جاسکتی ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو فیصلہ کر دیں آپ کے فیصلہ کے بعد کوئی فیصلہ نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس کے بعد کسی کورٹ اور عدالت میں عرضی داخل کی جاسکتی ہے کیوں کہ اور کسی کے فیصلہ میں صواب وخطا اور حق وناحق دو پہلو ہوتے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ خطا سے مامون اور محفوظ بلکہ معصوم ہوتا ہے اور یہ حکم قیامت تک کے لیے ہے۔

اگر کوئی شخص کتنا ہی عبادت گزار ہو لیکن اس کے دل میں اگر یہ خیال آجائے کہ حضور کو ایسا نہیں کرنا چاہیے یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی فعل وفیصلہ اور عمل پر کچھ اعتراض کرے تو وہ مومن نہیں رہے گا۔[۱]

**صراط الجنان میں ہے کہ اس آیت سے سات مسائل معلوم ہوتے ہیں:**

(۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے رب ہونے کی نسبت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف فرمائی اور فرمایا اے حبیب! تیرے رب کی قسم یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم شان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی پہچان اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ کروا رہا ہے۔

[۱] تبیان القرآن تحت هذه الآیة.

(۲) حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ماننا فرض قرار دیا اور اس بات کو اپنے رب ہونے کی قسم کے ساتھ پختہ فرمادیا۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ماننے سے انکار کرنے والے کو کافر قرار دیا۔

(۴) تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاکم ہیں۔

(۵) اللہ عزوجل بھی حاکم ہے مگر دونوں میں لامتناہی فرق ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بہت سی صفات جو اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہوتی ہیں اگر وہ حضور کے لیے استعمال کی جائیں تو شرک لازم نہیں آتا جب تک کہ شرک کی حقیقت نہ پائی جائے۔

(۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم دل وجان سے ماننا ضروری ہے اور اس کے بارے میں دل میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے اسی لیے آیت کے آخر میں فرمایا کہ پھر اپنے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے متعلق کوئی رکاوٹ نہ پائیں اور جان ودل سے تسلیم کریں۔

(۷) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلامی احکام کا ماننا فرض ہے اور اس کو نہ ماننا کفر ہے نیز ان پر اعتراض کرنا اور ان کا مذاق اڑانا بھی کفر ہے اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو کافروں کے قوانین کو اسلامی قوانین پر فوقیت دیتے ہیں۔[۱]

---

[۱] صراط الجنان، تحت الآية: ٦٥، سورة النساء.

# چھپٹویں موافقت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"کَمَاۤ اَخۡرَجَكَ رَبُّكَ مِنۡۢ بَيۡتِكَ بِالۡحَـقِّ ص وَاِنَّ فَرِيۡقًا مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ لَـكٰرِهُوۡنَ "﴿﴾[۱]

**ترجمہ:**

جس طرح اے محبوب تمہیں تمھارے رب نے تمھارے گھر سے حق کے ساتھ برآمد کیا اور مسلمانوں کا ایک گروہ بے شک اس پر ناخوش تھا (کنزالایمان)

**شان نزول: خزائن العرفان میں ہے:**

''ابوسفیان کے ملک شام سے ایک قافلہ کے ساتھ آنے کی خبر پاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوے۔

مکہ مکرمہ سے ابوجہل قریش کا ایک لشکر گراں لے کر قافلہ کی امداد کے لیے روانہ ہوا ابو سفیان تو راستہ سے کترا کر مع اپنے قافلہ کے ساحل بحر کی راہ چل پڑا اور ابوجہل سے اس کے رفیقوں نے کہا قافلہ تو بچ گیا اب مکہ مکرمہ واپس چل تو اس نے انکار کر دیا اور وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرنے کے لیے بدر کی طرف چل پڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ کفار دو گروہوں میں سے ایک پر مسلمانوں کو فتح دے گا خواہ قافلہ ہو یا لشکر قریش صحابہ نے اس سے موافقت کی مگر بعض کو یہ عذر ہوا کہ ہم تیاری سے نہیں چلے تھے اور نہ ہی ہماری تعداد اتنی ہے نہ ہمارے پاس اتنا اسلحہ اور سامان ہے۔

[۱] انفال: ۵.

یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گراں گزری اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قافلہ تو ساحل کی طرف نکل پڑا ہے اور ابو جہل سامنے آرہا ہے اس پر ان لوگوں نے پھر عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر قافلہ کا ہی تعاقب کیجیے اور لشکر دشمن کو چھوڑ دیجیے!

**اس وقت شیخین فی الصحابہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کھڑے ہوکر اپنے اخلاص ،فرماں برداری، رضا جوئی اور جاں نثاری کا اظہار کیا اور بڑی قوت و استحکام کے ساتھ عرض کیا کہ وہ کسی بھی طرح مرضی مبارک کے خلاف سستی کرنے والے نہیں ہیں۔**

بعدہ اور صحابہ نے بھی عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو جو امر فرمایا ہے اس کے مطابق تشریف لے چلیں ہم ساتھ ہیں کبھی تخلف نہ کریں گے ہم آپ پر ایمان لائے اور ہم نے آپ کی تصدیق کی ،ہم نے آپ کی اتباع کے عہد کئے ہمیں آپ کی اتباع میں سمندر کے اندر بھی کود جانے میں عذر نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''چلو اللہ تعالیٰ کی برکت پر بھروسہ کرو اس نے مجھے وعدہ دیا ہے میں تمہیں بشارت دیتا ہوں مجھے دشمنوں کے گرنے کی جگہ نظر آرہی ہے'' اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کے مرنے اور گرنے کی جگہ نام بنام بتادیا اور ایک ایک کی جگہ پر نشانات لگا دیئے اور واقعی ہوا بھی ایسا کہ جس جگہ کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نشان دہی کی تھی اور جس کافر کے لیے کی تھی۔ وہ اسی نشان پر قتل ہوا اس سے یک سرِ مو بھی خطا نہ کی ،اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ بھی ظاہر ہوگیا۔ [۱]

---

[۱]تفسیر خازن، ج: ۲،ص: ۱۷۸ تا ۱۸۰ .صراط الجنان فی تفسیر القرآن تحت الآیۃ ۵ سورۃ الانفال.

شعر ؎

کہاں مریں گے ابو جہل و عتبہ اور شیبہ
کہ جنگ بدر کا نقشہ حضور جانتے ہیں

## فوائد جلیلہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی تعداد کی طرف دیکھا اور اپنے اصحاب کی طرف دیکھا تو تین سو کچھ تھے، پھر آپ نے قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا کی اے اللہ! اگر مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو زمین پر تیری عبادت نہیں کی جائے گی، رسول اللہ ﷺ اسی طرح دعا فرما رہے تھے حتیٰ کہ آپ کی چادر کاندھے سے ڈھلک گئی، حضرت ابوبکر صدیق نے آپ کی چادر آپ کے کندھے پر رکھی اور آپ سے لپٹ گئے اور کہا اے اللہ کے نبی! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں آپ نے اللہ عزوجل سے بہت فریاد کر لی ہے عنقریب آپ کا رب آپ سے کیا ہوا وعدہ پورا فرمائے گا[۱]

### کیا جنگ بدر میں صحابہ کے ساتھ فرشتوں نے بھی قتال کیا تھا؟

اس باب میں احادیث مختلف اور باہم متعارض ہیں، بعض سے قتال ملائکہ اور بعض سے عدم قتال کا علم ہوتا ہے۔

علامہ قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بیضاوی لکھتے ہیں:

''فرشتوں کے قتال کرنے میں اختلاف ہے اور بعض احادیث فرشتوں کے قتال کرنے پر دلالت کرتی ہیں''[۲]

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی لکھتے ہیں:

''اس میں اختلاف ہے کہ فرشتوں نے کفار کے خلاف قتال کیا تھا یا نہیں؟ فرشتوں کا نازل ہونا صرف مسلمانوں کی تقویت کے لیے اور ان کے دشمنوں کو کمزور کرنے کے لیے تھا''[۳]

[۱]صحیح مسلم،الجھاد،الحدیث:٤٥٠٧.ترمذی،الحدیث:٣٩٢.

[۲]انوار التنزیل،ص:٢٣٥.

[۳] عنایه ،القاضی،ج:٤،ص:٢٥٦.

# کیا جنگ بدر میں شریک فرشتے بدری ہیں:

امام محمد بن اسمٰعیل بخاری نقل کرتے ہیں:

''حضرت معاذ بن رفاعہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں (ان کے والد اہل بدر میں سے تھے) کہ حضرت جبرئیل نبی پاک ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ اہل بدر کو کون سا درجہ دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ مسلمانوں میں سے سب سے اچھے ہیں یا اس طرح کوئی اور بات کہی، حضرت جبرئیل نے فرمایا ''ہم بھی اسی طرح فرشتوں میں سے بدری فرشتوں کو سب سے افضل جانتے ہیں۔[١]

[١]صحیح بخاری،ج:٢،ص:٥٢٩.

# ساتویں موافقت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"لَوۡلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمۡ فِيۡمَاۤ اَخَذۡتُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ {}"[۱]

ترجمہ:

اگر اللہ پہلے ایک بات نہ لکھ چکا ہوتا تو اے مسلمانو تم نے جو کافروں سے بدلے کا مال لے لیا اس میں تم پر بڑا عذاب آتا (کنز الایمان)

جنگ بدر میں مسلمانوں نے بڑی جرات و ہمت جواں مردی دکھائی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا مسلمانوں کو فتح مبین عطا فرمائی اور کفار کو شکست فاش دی کفار کے ستر آدمی قتل ہوئے اور ستر کو گرفتار کیا گیا۔

## اسیران بدر کے متعلق فاروق اعظم کی رائے اور تائید الٰہی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گرفتار شدگان کفار کے متعلق مشورہ طلب کیا اکثر صحابہ نے یہ مشورہ پیش کیا کہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے اس امید پر کہ یہ لوگ یا ان کی اولاد اسلام قبول کرلیں جو فدیہ کی رقم ملے گی اس سے جنگی ساز و سامان خرید لیے جائیں گے، جس سے مسلمانوں کو تقویت حاصل ہوگی یہی رائے حضرت ابوبکر صدیق اور تمام صحابہ کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ یہ کفار و مشرکین کے سردار ہیں ان کو قتل کر دیا جائے گا تو اسلام کا رعب و دبدبہ کفر و شرک کے ایوانوں تک پہنچ جائے گا اور کفار کی جمعیت ٹوٹ جائے گی۔

[۱] سورۃ الانفال، آیت:۶۸۔

اور جب ان کا شیرازہ منتشر ہو جائے گا تو وہ اسلام کے مقابلہ میں آنے کی جرات و ہمت نہیں کریں گے۔ آپ کی رائے سے صرف ایک صحابی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اتفاق کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عام صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم کی رائے کو پسند کر کے اس پر عمل کیا اور فدیہ لے کر رہائی دینے کا حکم دے دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند کیا اور جن حضرات کے پیش نظر صرف مالی منفعت تھی ان کو ''تُرِیۡدُوۡنَ عَرَضَ الدُّنۡیَا'' فرما کر تنبیہ کی گئی۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

''بعض روایات میں ہے کہ ممکن ہے کہ ان لوگوں کو سخت سزا دی جاتی جنھوں نے صرف مالی فائدہ مدنظر رکھ کر رائے قائم کی تھی، لیکن وہ چیز مانع آئی جو خدائے تعالیٰ نے پہلے طے کر لیا تھا کہ بدری صحابہ کو عذاب نہیں دوں گا''۔[۱]

روح المعانی میں ہے:

**''لو انزل من السماء عذاب لما نجا منه غير عمر بن الخطاب و سعد بن معاذ''**

اگر آسمان سے عذاب نازل ہوتا تو عمر بن خطاب اور سعد بن معاذ کے علاوہ کوئی نہ بچتا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو ان قیدیوں کی خوں ریزی پسند تھی۔[۲]

---

[۱]ج ۲:،ص :۳۲٦.

[۲]ج:۱۰، ص: ۳۵.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عتاب الٰہی کو سن کر رو پڑے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رونے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا:

**''ابکی للذی عرض علی اصحابک من اخذھم الفداء لقد عرض علی عذابھم ادنیٰ من ھذہ الشجرۃ''**[۱]

آپ نے فرمایا کہ تیرے ساتھیوں پر فدیہ لینے کی وجہ سے جو عذاب پیش کیا گیا اس کی وجہ سے روتا ہوں میرے سامنے ان کا عذاب اس درخت کے قریب پیش کیا گیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ کی رائے کی موافقت میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

''لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ[۲]

## فوائد جلیلہ:

'' كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ'' سے یا تو یہ مراد ہے کہ اجتہاد پر عمل کرنے والے سے مواخذہ نہیں فرمائے گا اور یہاں صحابہ نے اجتہاد ہی کیا تھا اور ان کی فکر میں یہ بات آئی تھی کہ کافروں کو زندہ چھوڑ دینے میں ان کے اسلام لانے کی امید ہے اور فدیہ لینے میں دین کو تقویت حاصل ہوتی ہے، اس بات کی طرف صحابہ کی توجہ نہ ہوئی کہ قتل میں عزت اسلام اور تہدید کفار ہے اور اس پر نظر نہیں گئی کہ قتل میں عزت اسلام اور تہدید کفار ہے۔ یا تو مراد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھا ہے کہ ''اہل بدر پر عذاب نہیں کروں گا'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس دینی معاملہ میں صحابہ کی رائے دریافت کرنا مشروعیت اجتہاد کی دلیل ہے۔[۳]

[۱]صحیح مسلم ،ج: ۲ص: ج۹۳ .مسند احمد،ج: ۱،ص: ۳۳.

[۲]سورۃ الانفال، آیت: ۶۸ .[۳]خزائن العرفان.

# آٹھویں موافقت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنۡہُمۡ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمۡ عَلٰی قَبۡرِہٖ ؕ اِنَّہُمۡ کَفَرُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَمَاتُوۡا وَہُمۡ فٰسِقُوۡنَ{}"[۱]

**ترجمہ:**

اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ ان کی قبر پر کبھی کھڑے ہونا بے شک وہ اللہ اور رسول کے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے۔(کنزالایمان)

**شان نزول:** بخاری ومسلم میں ہے:

''کہ جب عبداللہ ابن اُبی فوت ہوگیا تو اس کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنی قمیص دے کر فرمایا کہ اس میں اپنے باپ کو کفن دے دو پھر اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے آپ کھڑے ہوئے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن پکڑ کر کہا آپ اس کی نماز پڑھا رہے ہیں حالاں کہ وہ منافق تھا! اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے لیے استغفار کرنے سے منع کر دیا اور فرمایا ہے:

''اِسۡتَغۡفِرۡ لَہُمۡ اَوۡ لَا تَسۡتَغۡفِرۡ لَہُمۡ ؕ اِنۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَہُمۡ سَبۡعِیۡنَ مَرَّۃً فَلَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰہُ لَہُمۡ"[۲]

[۱]سورۃ التوبہ:۸٤.

[۲]سورۃ التوبہ:۸۰.

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں اگر آپ ان کے لیے ستر بار استغفار کریں تب بھی اللہ ان کو نہیں بخشے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی پھر یہ آیت نازل ہوئی[۱]

یہ آیت بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مرضی کے مطابق نازل ہوئی ہے۔

علامہ آلوسی تحریر کرتے ہیں:

**''واکثر الروایات انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وان عمر احب عدم الصلاۃ علیہ وعد ذالک احدموافقاتہ للوحی''[۲]**

## عبداللہ ابن اُبَی کے نفاق کے باوجود اس کی نماز جنازہ پڑھانے کی توجیہات

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یقین سے کہا تھا کہ عبداللہ ابن اُبَی منافق ہے ان کا یہ یقین ابن اُبَی کے ظاہری احوال پر مبنی تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے یقین پر عمل نہیں کیا کیوں کہ وہ بظاہر مسلمانوں کے حکم میں تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور استصحاب اسی ظاہری حکم پر عمل کرتے ہوئے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اس میں اس کی قوم کی تالیف قلوب تھی اور ایک شر عظیم کو دور کرنا مقصود تھا نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے بیٹے (جو نہایت مخلص اور صالح مومن تھے) کی عزت افزائی بھی مقصود تھی''۔

---

[۱]صحیح البخاری، رقم الحدیث:٤٦٧٢.صحیح المسلم ،رقم الحدیث :٢٧٧٤.

مسند احمد، ج: ١ ،ص: ١٦.

[۲]روح المعانی، ج: ١٠، ص :١٥٤.

امام ابن جریر طبری نے اس قصہ میں اپنی سند کے ساتھ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری قمیص اس سے اللہ کے عذاب کو دور نہیں کرسکتی لیکن مجھے امید ہے کہ اس کی وجہ سے اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی مسلمان ہو جائیں گے''[۱]

**اشکال:**

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''عبداللہ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے پر ایک اشکال یہ ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے استغفار کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اور یہ فرمایا کہ میں ستر بار سے زیادہ استغفار کروں گا حالاں کہ عبد اللہ ابن ابی کی وفات ۹ ہجری میں ہوئی تھی اور ہجرت سے پہلے جب ابو طالب کی وفات ہوئی اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تک مجھے منع نہ کیا جائے تمھارے لیے استغفار کرتا رہوں گا اس وقت قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

''مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا اُوْلِيْ قُرْبٰى مِنْ مبَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ''[۲]

ترجمہ:

نبی اور اہل ایمان کی شان کے لائق نہیں ہے کہ وہ مشرکین کے لئے استغفار کریں خواہ وہ ان کے قرابت دار ہوں جب کہ ان پر یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ جہنمی ہیں۔

[۱]فتح الباری، ج: ۸ ،ص: ۳۳٦.عمدة القاری، ج: ۸ ،ص:۲۷۳.جامع البیان، رقم الحدیث:۱۳۲٦۱.ارشاد الساری،ج:۷،ص:۱٤۸.فیض الباری،ج:۲،ص:٤٥۲.

[۲]سورة التوبة ،آیت :۱۱۳.

تو جب نبی کریم ﷺ کی ہجرت سے پہلے مشرکین کے لئے استغفار کرنے سے منع کر دیا تھا تو پھر حضور ﷺ نے ہجرت کے نو سال کے بعد عبداللہ ابن ابی کے لئے استغفار کیوں کیا؟

**جواب:**

حضور ﷺ کو اس استغفار سے منع کیا گیا ہے جس میں حصول مغفرت اور قبولیت دعا کی توقع کی جائے جیسا کہ ابو طالب کے لیے استغفار کے معاملہ میں تھا اس کے برخلاف آپ ﷺ نے عبداللہ بن اُبَی کے لیے جو استغفار کیا تھا اس کا مقصد حصول مغفرت نہیں تھا بلکہ اس کے بیٹے کی دل جوئی تھی اور اس کے قوم کی تالیف قلوب تھی۔

**اعتراض:**

علامہ زمخشری نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا تھا کہ اگر آپ ستر بار بھی استغفار کریں تو اللہ تعالیٰ اس کو نہیں بخشے گا۔

**جواب:**

زبان و بیان کے اسلوب کے مطابق ستر بار کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ بکثرت استغفار کریں گے پھر بھی اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا تو نبی کریم ﷺ جو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ فصیح ہیں آپ سے یہ معنیٰ کیسے مخفی رہا! حتیٰ کہ آپ نے اس کو عدد کی خصوصیت پر محمول کیا اور فرمایا کہ میں اکہتر بار استغفار کروں گا۔

**سوال**

اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں اس کا مطلب یہ ہے کہ استغفار سے ان کو نفع نہیں ہوگا اور نبی کریم ﷺ نے اس آیت کو اس پر محمول کیا کہ اللہ

تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ آپ استغفار کریں یا نہ کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر معنی مخفی نہیں تھے ان آیتوں کے قریب اور متبادر معنیٰ یہی تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطور توریہ کے بعید معنی مراد لیے تاکہ امت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہایت شفقت اور نہایت رحمت کا اظہار ہو۔[۱]

علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ اس کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

''کہ ہمارے نزدیک درست جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں اس استغفار سے منع کیا گیا ہے جس سے مقصود مغفرت کا حصول ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن ابی کے لیے جو استغفار کیا تھا اس سے مراد اس کے بیٹے کی دل جوئی اور اس کی قوم کے ایک ہزار آدمیوں کا اسلام تھا، جب کہ خود آپ نے فرمایا میری قمیص اور میری نماز اس سے اللہ تعالیٰ کا عذاب دور نہیں کر سکتی لیکن مجھے امید ہے کہ اس کی وجہ سے اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔[۲]

مجدد اسلام اعلیٰ حضرت مفتی امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ تحریر کرتے ہیں:

''جب عبد اللہ ابن ابی منافق واصل جہنم ہوا تو حضور پرنور حلیم غیور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بیٹے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ ابن عبد اللہ ابی کی درخواست کہ وہ صحابی جلیل اور مومن کامل تھے اس کے کفن کے واسطے اپنا قمیص مقدس عطا فرمایا پھر اس کی قبر پر تشریف فرما ہوئے لوگ اسے رکھ چکے تھے حضور طیب و طاہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خبیث کو نکلوا کر لعاب دہن اقدس اس کے بدن پر ڈالا اور قمیص مبارک میں کفن دیا۔

[۱]فتح الباری ،ج :۸،ص :۳۳۹.

[۲]تبیان القرآن، تحت الآیة:۸٤ ،سورة التوبة.

یہ بدلا اس کا تھا کہ روز بدر جب سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما گرفتار ہوکر آئے تو برہنہ تھے بوجہ طول قامت کسی کا کرتا ٹھیک نہ آتا اس وقت اس شخص نے انہیں اپنا قمیض دیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ منافق کا کوئی احسان آپ کی اہل بیت کرام پر بے معاوضہ نہ رہ جائے لہذا اپنے دو قمیض مبارک اس کے کفن میں عطا فرمائے۔[۱]

فتح الباری میں ہے:

"بعض علما نے یہ جواب دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اِستغفار کرنے سے منع کیا ہے جس کا خاتمہ شرک پر ہوا ہو؛ اور یہ ممانعت اس کے لیے استغفار کرنے سے ممانعت کو مستلزم نہیں ہے جو دین اسلام کا اظہار کرتے ہوئے مرا ہو"[۲]

## فوائد جلیلہ:

(۱) اس آیت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منافقین کے جنازے کی نماز اور ان کے دفن میں شرکت سے منع کر دیا گیا۔

(۲) یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر کے جنازہ کی نماز کسی حال میں جائز نہیں اور کافر کی قبر پر دفن و زیارت کے لیے کھڑا ہونا بھی ممنوع ہے۔

(۳) آیت میں فسق سے مراد کفر ہے قرآن کریم میں اور جگہ بھی فسق بمعنیٰ کفر وارد ہوا ہے جیسے کہ آیت "اَفَمَنْ کَانَ مُؤمِناً کَمَنْ کَانَ فَاسِقاً" میں۔(سجدہ/۱۸)

(۴) فاسق کے جنازے کی نماز جائز ہے اس پر صحابہ اور تابعین کا اجماع اور علمائے صالحین کا عمل ہے۔

[۱]فتاویٰ رضویہ،ج:۹،رسالہ:الحرف الحسن فی الکتابۃ علی الکفن.[۲]فتح الباری،ج:۸،ص:۳۳۹.

⑤ اس آیت سے مسلمانوں کے جنازہ کی نماز کا جواز ثابت ہوتا ہے اور اس کا فرض کفایہ ہونا حدیث مشہور سے ثابت ہے۔

⑥ جس شخص کے مومن یا کافر ہونے میں شبہہ ہو تو اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے۔

⑦ عبد اللہ ابن ابی کے ساتھ آپ نے جو رحمتانہ رویہ کیا اس کو دیکھ کر خزرج کے ایک ہزار کفار نے جب دیکھا کہ ایسا شدید العداوت شخص جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرتے سے برکت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے عقیدے میں بھی آپ اللہ کے حبیب اور اس کے سچے رسول ہیں یہ سوچ کر مخلصانہ ایمان لے آئے۔

⑧ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ''لا تقم'' فرمایا اس کی وجہ یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ عادت طیبہ تھی کہ جب میت کو دفن کر دیا جاتا تو آپ اس کی قبر پر کھڑے ہو کر اس کے لیے دعا فرماتے؛ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا لا تقم اور اس لا تقم فرمانے کی علت بھی بیان فرمادی کہ یہ دعا کے حقدار نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے منکر ہیں۔[۱]

[۱] خزائن العرفان فی تفسیر القرآن حاشیہ ۱۹۵.

تبیان القرآن، تحت الآیۃ: ۸٤، سورۃ التوبۃ.

# نوویں موافقت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِيۡنَ ؕ"

ترجمہ:

تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا ہے (کنزالایمان)

پوری آیت کریمہ اس طرح ہے:

"ثُمَّ خَلَقۡنَا النُّطۡفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقۡنَا الۡعَلَقَةَ مُضۡغَةً فَخَلَقۡنَا الۡمُضۡغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوۡنَا الۡعِظٰمَ لَحۡمًا ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰهُ خَلۡقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِيۡنَ ؕ﴿۱۴﴾ [۱]"

ترجمہ:

پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو جما ہوا خون بنا دیا پھر جمے ہوئے خون کو گوشت کی بوٹی بنا دیا پھر گوشت کی بوٹی کی ہڈیاں بنا دیا پھر اس کو ایک دوسری صورت بنا دیا تو بڑی برکت والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ماں کے رحم میں نطفہ قرار پانے کے بعد والے مراحل کو بیان کیا ہے۔ چناں چہ ارشاد فرمایا کہ:

''پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو جما ہوا خون بنا دیا پھر جمے ہوئے خون کو گوشت کی بوٹی بنا دیا پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں بنا دیا پھر ہم نے ان ہڈیوں کو گوشت پہنایا''

[۱] پ:۱۸، سورۃ المومنون: آیت: ۱۴۔

پھر اس میں روح ڈال کر اس بے جان کو جان دار کیا بولنے، سننے اور دیکھنے کی صلاحیت پیدا کی اور اسے ایک دوسری صورت بنا دیا جو مکمل انسان ہوتا ہے۔[۱]

**شان نزول:**

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا ابتدائی حصہ سن کر فرمایا ''فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِيۡنَ'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسی طرح نازل ہوا۔[۲]

تفسیر ابن کثیر اور در منثور میں ہے کہ:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''وافقت ربی ووافقنی فی اربع هذه الآية'' وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ سُلٰلَةٍ مِّنۡ طِيۡنٍ '' الآية قلت انا ''فتبرک الله احسن الخالقين'' فنزلت 'فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِيۡنَ''

میں نے اپنے رب سے اور اللہ نے مجھ سے چار باتوں میں موافقت کی ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب ''وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ سُلٰلَةٍ مِّنۡ طِيۡنٍ '' الآیۃ نازل ہوئی تو میں نے کہا فتبرک الله احسن الخلقين کہا تو اسی کے مطابق یہ آیت نازل ہوئی، ''فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِيۡنَ''.

---

[۱] خازن، ج:۳، ص:۳۲۱.
مدارك، ص:۷۵۳.
[۲] تفسير كبير، ج:۸، ص:۲٦٦.

علامہ محمود آلوسی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں:

**"ان عمر کان یفتخر بذالک ویذکر انھااحدیٰ موافقاته الاربع لدیه عزوجل"**

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بات پر فخر کرتے تھے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی چار موافقتوں میں سے ایک شمار کرتے تھے۔[۱]

## فوائد جلیلہ:

تفسیر مظہری میں ہے کہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے ہر شخص کا مادہ تخلیق ماں کے پیٹ میں بشکل نطفہ چالیس روز تک جمع رہتا ہے پھر وہ مادہ خون کا لوتھڑا بن جاتا ہے اور اس حالت میں اتنی ہی مدت تک رہتا ہے پھر گوشت کی بوٹی بن جاتا ہے اور اتنی ہی مدت تک گوشت کی بوٹی کی شکل پر رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ چار احکام دے کر بھیجتا ہے۔ فرشتہ اس کے (اچھے، برے) اعمال، مدت زندگی اور رزق، سعید یا شقی ہونا (مومن یا کافر ہونا جنتی یا دوزخی ہونا) لکھ دیتا ہے پھر اس کے اندر روح پھونکی جاتی ہے"

"پس قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں تم میں سے کچھ لوگ (ساری عمر) جنتیوں کے کام کرتے ہیں یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے لیکن (تحقیقی) تحریر غالب آجاتی ہے اور وہ دوزخیوں کے کام کرنے لگتے ہیں اور انہیں اعمال پر ان کا خاتمہ ہوجاتا ہے اور بعض لوگ (ساری عمر) دوزخیوں جیسے کام کرتے ہیں"

---

[۱]روح المعانی،ج:۸،ص:۱٦.

یہاں تک کہ ان کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے لیکن (تحقیقی) تحریر غالب آجاتی ہے اور وہ جنتیوں کے عمل کرنے لگتے ہیں اور اسی پر خاتمہ ہوجاتا ہے''۔(متفق علیہ)

اس آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اللہ رب العزت کتنا بڑا کارساز ہے کہ ایک ناپاک قطرہ سے انسان کو وجود بخشتا ہے اور وہ ناپاک قطرہ اس طرح ہوتا ہے کہ دیکھنے میں بظاہر یہ نہیں معلوم ہوپاتا ہے کہ اس کے کس حصے سے آنکھ بنے گی اور کس سے دیگر اعضا، ان تمام امور پر غور کرنے کے بعد بے ساختہ زبان سے یہی نکلتا ہے ''فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِيۡنَ''۔

## دسویں موافقت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"وَلَوۡلَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡہُ قُلۡتُمۡ مَّا یَکُوۡنُ لَنَاۤ اَنۡ نَّتَکَلَّمَ بِہٰذَا ٭ۖ سُبۡحٰنَکَ ہٰذَا بُہۡتَانٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۶﴾" [۱]

**ترجمہ:**

اور کیوں نہ ہوا جب تم نے سنا تھا کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا کہ ایسی بات کہیں الٰہی پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے (کنزالایمان)

**شان نزول:**

غزوہ مریسیع سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ واپس آئے تو ایک منزل پر رات میں پڑاؤ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک بند ہودج میں سوار ہوکر سفر کرتی تھیں اور چند مخصوص آدمی اس ہودج کو لادنے اور اتارنے پر مقرر تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لشکر کی روانگی سے پہلے لشکر سے باہر رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئیں۔ جب واپس ہوئیں تو دیکھا کہ ان کے گلے کا ہار کہیں ٹوٹ کر گر گیا ہے وہ دوبارہ اس ہار کی تلاش میں باہر چلی گئیں اس مرتبہ واپسی میں کچھ دیر لگ گئی اور لشکر روانہ ہوگیا آپ کا ہودج لادنے والوں نے یہ خیال کیا کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا ہودج میں تشریف فرما ہیں ہودج کو اونٹ پر لاد دیا اور پورا قافلہ منزل سے روانہ ہوگیا جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا منزل پر واپس آئیں تو یہاں کوئی آدمی موجود نہیں تھا تنہائی سے سخت گھبرائیں رات میں اکیلے چلنا بھی خطرناک تھا۔

[۱] النور: ۱٦.

اس لیے وہ یہ سوچ کر وہیں لیٹ گئیں کہ جب اگلی منزل پر لوگ مجھے نہ پائیں گے تو ضرور میری تلاش میں یہاں آئیں گے وہ لیٹیں اور سوگئیں۔

ایک صحابی جن کا نام صفوان بن معطل تھا وہ ہمیشہ لشکر کے پیچھے پیچھے اس خیال سے چلا کرتے تھے، تاکہ لشکر کا گرا پڑا سامان اٹھاتے چلیں، وہ جب اس منزل پر پہنچے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا اور چوں کہ پردہ کی آیت نازل ہونے سے پہلے وہ بارہا ام المومنین رضی اللہ عنہا کو دیکھ چکے تھے اس لیے دیکھتے ہی پہچان گئے اور انہیں مردہ سمجھ کر "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن" پڑھا اس آواز سے وہ جاگ اٹھیں حضرت صفوان بن معطل سلمی نے فوراً ان کو اپنے اونٹ پر سوار کیا اور خود اونٹ کی مہار تھام کر پیدل چلتے ہوئے اگلی منزل پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہونچ گئے۔

منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی نے اس واقعہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے کا ذریعہ بنالیا اور اس معاملہ کا خوب چرچا کیا یہاں تک مدینہ میں چند صحابہ بھی اس تہمت کو عام کرنے اور پھیلانے کا حصہ بن گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس شر انگیز تہمت سے بے حد رنج اور صدمہ پہنچا اور دیگر صحابہ کو بھی رنج پہنچا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مدینہ پہنچتے ہی سخت بیمار ہوگئیں اور صاحب فراش ہوگئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کا پورا یقین تھا مگر چوں کہ اپنی بیوی کا معاملہ تھا اس لیے اپنی طرف سے اپنی بیوی کی برات اور پاک دامنی کا اعلان کرنا مناسب نہیں سمجھا اور وحی الٰہی کا انتظار کرنے لگے، اس بیچ کئی صحابہ وصحابیہ سے آپ نے مشورہ طلب کیا جن میں سے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابوایوب انصاری، حضرت اسامہ، حضرت عمر رضی اللہ عنھم اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا، سب نے مجموعی طور پر یہی کہا کہ ایسا قطعی

نہیں ہوسکتا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اہلیات کو ایسی برائی سے محفوظ رکھا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا تا کہ اس سایہ پر کسی کا قدم نہ پڑے، تو جو پروردگار آپ کے سایہ کو محفوظ رکھتا ہے، بھلا وہ کس طرح آپ کی اہل کو محفوظ نہ فرمائے گا!''۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ ''ایک جوں کے خون کے لگنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نعلین اتارنے کا حکم دیا تو جو پروردگار اتنی سی آلودگی کو گوارا نہ فرمائے، ممکن نہیں کہ وہ آپ کی اہل کی آلودگی کو گوارا کرے۔[۱]

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

''جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا گیا تو انہوں نے کہا منافقین بالیقین جھوٹے ہیں اور ام المومنین بالیقین پاک ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسم پاک کو مکھی کے بیٹھنے سے محفوظ رکھا کیوں کہ وہ نجاست پر بیٹھتی ہے تو کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ آپ کو صحبت بدعورت سے منع نہ کرے!۔

مزید عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا نکاح کس نے کیا تھا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ نے؛ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ کے رب عزوجل نے آپ سے ان کے عیب کو چھپایا ہوگا؟ بخدا! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان عظیم ہے اور بے ساختہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے سُبۡحٰنَكَ هٰذَا بُهۡتَانٌ عَظِيۡمٌ ''بس اسی طرح یہ آیت نازل ہوگئی[۲]

[۱]بخاری، ج:۲، ص:۵۹۵. مدارك التنزيل، ج:۲، ص:۱۳٤، مصری.

[۲]تاریخ الخلفا، ص:۱۹۹.

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تقریبا دس آیات بینات حضرت عائشہ محبوبہ محبوب خدا رضی اللہ عنہا کی طہارت، نزاکت، احصان اور پاک دامنی میں اتار کر منافقین کے افترا و بہتان کو بے نقاب کر دیا؛

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی میں ایک خطبہ پڑھا اور سورہ نور کی آیتیں تلاوت فرما کر مجمع عام میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کی برات کا برسر منبر اعلان کر دیا اور تہمت لگانے والوں میں سے حضرت حسان بن ثابت، مِسطح بن اثاثہ، حضرت حمنہ بنت جحش اور رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی ان چاروں کو حد قذف کی سزا میں اسّی اسّی کوڑے مارے گئے۔[۲]

شارح بخاری علامہ کرمانی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برات اور پاک دامنی قطعی اور یقینی ہے جو قرآن سے ثابت ہے اگر کوئی اس میں ذرا بھی شک کرے تو وہ کافر ہے۔[۳]

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ کی پاک دامنی پر روافض کے چند اعتراضات مع جوابات بغرض افادہ درج کر دئے جائیں

## برات عائشہ رضی اللہ عنہا پر چند اعتراضات اور ان کے جوابات

(سوال) نزول وحی سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی اور برات کا علم تھا یا نہیں؟

[۱]تاریخ الخلفا،ص:۱۹۹.[۲]مدارج النبوة، ۲:ص :۱۶۳.[۳]بخاری ،ج :۲: ،ص :۵۹۵.

جواب تحقیق یہ ہے کہ نزول وحی سے پہلے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کا یقیناً علم تھا، کیوں کہ جب اس مسئلہ پر بحث ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"**فو اللہ ما علمت علیٰ اھلی الا خیرا و قد ذکروا رجلا ما علمت علیه الا خیرا.** یعنی بخدا مجھے اپنی اہلیہ میں پاکیزگی کے سوا اور کسی چیز کا علم نہیں ہے اور انہوں نے جس شخص کے ساتھ تہمت لگائی ہے مجھے اس کے متعلق بھی صرف پاکیزگی کا علم ہے۔[1]

سوال جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ام المومنین کی پاکیزگی کا علم تھا تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف توجہ کم کیوں کردی تھی؟

جواب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ام المومنین کی طرف توجہ کم کرنا لاعلمی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اس تہمت کے بعد آپ کی غیرت کا تقاضا یہ تھا کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برات کا اعلان نہ ہوجائے اس وقت تک آپ توجہ کم رکھیں تاکہ کسی دشمن اسلام کو یہ کہنے کا موقع نہ مل جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قسم کی تہمت سے کوئی نفرت نہیں تھی۔

سوال جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ام المومنین کی پاکیزگی کا علم تھا تو آپ نے اس مسئلہ میں استصواب کیوں کیا اور حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے چال چلن کے متعلق استفسار کیوں کیا؟

جواب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سب اس لیے کیا تاکہ کسی دشمن اسلام کو یہ کہنے کی گنجائش نہ ہو کہ جب ان کے اپنے اہل پر تہمت لگی تو انہوں نے اس کے متعلق کوئی تحقیق و تفتیش نہ کی؛ اس لیے آپ نے اس مسئلہ کی پوری تحقیق کی اور تفتیش کے تمام تقاضوں کو پورا کیا۔

سوال جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ام المومنین کی پاکیزگی کا علم تھا تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کیوں کہا؟ "اگر تم سے کوئی گناہ سرزد ہوگیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلو"

جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ ارشاد بھی اتمام حجت کے لیے تھا اور اس قول کا مطلب یہ ہے کہ ''اگر بفرض محال تم سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلو'' اس قسم کی قرآن مقدس مین بکثرت مثالیں موجود ہیں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

① ''فَاِنۡ كُنۡتَ فِىۡ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ فَسۡـَٔلِ الَّذِيۡنَ يَقۡرَءُوۡنَ الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكَ''ۚ [۱]

ترجمہ: تو اگر آپ کو (بالفرض) اس چیز کے متعلق شک ہو جس کو ہم نے آپ کی طرف نازل کیا تو آپ ان لوگوں سے سوال کیجیے جو آپ سے پہلے کتاب پڑھتے ہیں۔

② اللہ تعالیٰ انبیاے کرام سے عہد لینے کے بعد فرماتا ہے:

''فَمَنۡ تَوَلّٰى بَعۡدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ''ۚ [۲]

ترجمہ: پھر جو کوئی اس کے بعد (بالفرض) اس عہد سے پھر گیا تو وہی لوگ نافرمان ہوں گے۔

③ ''قُلۡ اِنۡ كَانَ لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الۡعٰبِدِيۡنَ''ۚ [۳]

ترجمہ: آپ فرمائیے اگر (بفرض محال) رحمٰن کی کوئی اولاد ہوتی تو میں سب سے پہلے (اس کی) عبادت کرتا۔

اسی اعتبار سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اگر بالفرض تم سے کوئی گناہ ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے رجوع کرو اور یہ تحقیق اور تفتیش کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے فرمایا تھا۔

[۱]یونس:۹٤.[۲]آل عمران:۸۲.[۳]الزخرف:۸۱.

اس ارشاد میں تعلیم امت بھی مقصود تھی کہ اپنی اہل کی رعایت سے تحقیق میں کوئی کمی وکسر نہ چھوڑنا، اگر کسی کی بیوی سے غلطی ہوجائے تو وہ اس کو تلقین توبہ کرے۔

سوال جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہا کہ:

''اگر تم سے کوئی گناہ سرزد ہوگیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلو'' تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے جواب میں فرمایا:

''تم لوگوں نے یہ بات سنی ہے اور تمہارے دلوں میں یہ بات قرار پکڑ چکی ہے اور تم نے اس کی تصدیق بھی کردی ہے۔ اگر میں تم سے کہوں کہ میں بے گناہ ہوں تو تم میری ہرگز تصدیق نہ کروگے''

اس سے تو معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم نہیں تھا۔

جواب معاذ اللہ! اس خطاب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا روئے سخن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نہیں تھا۔ قول مذکور میں اگرچہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھا مگر درحقیقت یہ خطاب ان لوگوں سے تھا جو مسلمان ہونے کے باوجود منافقین کے بہکانے سے تہمت لگانے میں مبتلا ہوگئے تھے۔

سوال جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ام المومنین کی پاکیزگی کا علم تھا تو آپ اس قدر غمگین اور پریشان کیوں رہے؟

جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غم اور صدمہ کی وجہ یہ تو تھی ہی کہ بے گناہ پر تہمت لگی ہے، اس سے زیادہ غم اور پریشانی کا سبب یہ تھا کہ ''بعض مسلمان بھی تہمت لگانے والوں میں شامل ہوگئے تھے''

ایسے ماحول میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برات کا اعلان کرتے تو یہ خدشہ تھا کہ وہ مسلمان یہ بدگمانی کرتے کہ آپ اپنے اہل کی رعایت فرمارہے ہیں۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان مسلمانوں کے ایمان کو بچانا بھی تھا کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بدگمانی کرنا کفر ہے۔[۱]

# فوائد جلیلہ

## خصوصی فضائل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میرے کچھ ایسے خصوصی فضائل ہیں جو کسی اور میں نہیں ہیں البتہ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم بنت عمران کو عطا فرمائیں وہ مستثنیٰ ہیں اور میں یہ نہیں کہتی کہ میں ان اوصاف کی وجہ سے دیگر ازواج پر فخر کرتی ہوں'۔ پوچھا گیا کہ وہ اوصاف کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا:

''① فرشتہ میری صورت لے کر نازل ہوا۔

② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات سال کی عمر میں مجھ سے نکاح کیا،نو سال کی عمر میں میری رخصتی ہوئی میرے علاوہ اور کسی کنواری عورت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح نہیں ہوا۔③ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بستر پر تھی اور آپ پر وحی نازل ہوئی۔

[۱]تبیان القرآن،ج:۸،ص:۸۷،۸۸،مطبوعہ:مکتبہ رضویہ.

④میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھی۔ ⑤ میرے متعلق قرآن مجید میں (دس) آیات نازل ہوئیں۔ ⑥ میرے سوا، ازواج مطہرات میں سے کسی نے جبرئیل کو نہیں دیکھا۔ ⑦ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میرے حجرے میں انتقال ہوا اس وقت میرے اور فرشتے کے سوا کوئی آپ کے قریب نہیں تھا۔[۱]

علامہ آلوسی تحریر کرتے ہیں:

''ان آیات میں حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ اگر تم قرآن مقدس کو بغور پڑھ کر دیکھو تو تمہیں علم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی معصیت پر اتنی سخت وعید نہیں نازل فرمائی جتنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تہمت پر نازل فرمائی ہے''۔[۲]

## ایک اہم مسئلہ

یہاں پر ایک مسئلہ ذہن نشیں رہے کہ ''کسی نبی کی بیوی کافرہ ہوسکتی ہے لیکن بدکار ہرگز نہیں ہوسکتی ہے کیوں کہ انبیاے کرام علیہم السلام، کفار کی طرف مبعوث ہوتے ہیں تو ضروری ہے کہ جو چیز کفار کے نزدیک بھی قابل نفرت ہو اس سے وہ پاک ہو اور ظاہر ہے کہ عورت کی بدکاری ان کے نزدیک قابل نفرت ہے۔[۳]

[۱]تاریخ دمشق الکبیر، ص:۲٤٤، رقم الحدیث:۱۱۷۲۲. زاد المیسر، ج:۸، ص:۳۱۵.
تفسیر کبیر، ج:۸، ص:۵۷۵. تبیان القرآن، ج:۸، ص:۹۱-۹۲.

[۲]روح المعانی، جز:۱۸، ص:۱۹٤-۱۹۵.

[۳]مدارک التنزیل تحت الآیۃ:۱٦، سورۃ النور.

**تبصرہ:**

مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ نیک گمان رکھے بد گمانی سے بچے، کیوں کہ مسلمان کے ساتھ بدگمانی ناجائز ہے، جب کسی نیک شخص پر تہمت لگائی جائے تو بغیر ثبوت کے مسلمانوں کی اس کی موافقت اور تصدیق کرنا روا نہیں ہے۔

**چار شخصوں کی برات، اللہ نے بیان فرمائی**

① حضرت یوسف علیہ السلام کی برات ایک شاہد کی زبانی۔

② حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف یہود نے ایک مکروہ بیماری کی نسبت کردی تو ان کی برات ایک پتھر نے بیان۔

③ حضرت مریم کی برات ان کے بیٹے نے بیان کی۔

④ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برات قرآن کی دس آیات میں بیان کی۔[۱]

---

[۱]تفسیر کبیر، ج:۸،ص:۳۵۳.

# گیارہویں موافقت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِیَسۡتَاۡذِنۡکُمُ الَّذِیۡنَ مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ وَ الَّذِیۡنَ لَمۡ یَبۡلُغُوا الۡحُلُمَ مِنۡکُمۡ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنۡ قَبۡلِ صَلٰوۃِ الۡفَجۡرِ وَ حِیۡنَ تَضَعُوۡنَ ثِیَابَکُمۡ مِّنَ الظَّہِیۡرَۃِ وَ مِنۡۢ بَعۡدِ صَلٰوۃِ الۡعِشَآءِ ۟ؕ ثَلٰثُ عَوۡرٰتٍ لَّکُمۡ ؕ لَیۡسَ عَلَیۡکُمۡ وَ لَا عَلَیۡہِمۡ جُنَاحٌۢ بَعۡدَہُنَّ ؕ طَوّٰفُوۡنَ عَلَیۡکُمۡ بَعۡضُکُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الۡاٰیٰتِ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ﴿۵۸﴾"[۱]

**ترجمہ:**

اے ایمان والو! چاہیے کہ تم سے اِذن لیں تمھارے ہاتھ کے مال غلام اور وہ جو تم میں ابھی جوانی کو نہ پہنچے تین وقت، نماز صبح سے پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو دوپہر کو اور نماز عشا کے بعد، یہ تین وقت تمہاری شرم کے ہیں۔ ان تین کے بعد کچھ گناہ نہیں تم پر نہ ان پر آمد و رفت رکھتے ہیں تمہارے یہاں ایک دوسرے کے پاس، اللہ یوں ہی بیان کرتا ہے تمہارے لیے آیتیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (کنز الایمان)

**شانِ نزول:**

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک انصاری غلام مُدلَج بن عمرو کو دوپہر کے وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لیے بھیجا؛ وہ غلام اجازت لیے بغیر ویسے ہی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مکان میں چلا گیا۔

[۱] النور: ۵۸.

اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بے تکلف اپنے دولت سرائے میں تشریف فرما تھے، غلام کے اچانک چلے آنے سے آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کاش! غلاموں کو اجازت لے کر مکانوں میں داخل ہونے کا حکم ہوتا، اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مرضی کے مطابق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی : "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ" الآیۃ۔

اس آیت میں غلاموں ، باندیوں اور بلوغت کے قریب لڑکوں اور لڑکیوں کو جن تین اوقات میں گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینے کا حکم دیا گیا وہ تین اوقات یہ ہیں:

(۱) فجر کی نماز سے پہلے:

کیوں کہ یہ خواب گاہوں سے اٹھنے اور شب خوابی کا لباس اتار کر بیداری کے کپڑے پہننے کا وقت ہے۔

(۲) دوپہر کے وقت:

کیوں کہ اس وقت لوگ قیلولہ کرنے کے لئے اپنے کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہیں۔

(۳) نماز عشا کے بعد:

کیوں کہ یہ بیداری کی حالت میں پہنا ہوا لباس اتارنے اور سوتے وقت کا لباس پہننے کا وقت ہے۔

یہ تینوں اوقات ایسے ہیں کہ ان میں خلوت وتنہائی ہوتی ہے، بدن چھپانے کا بہت اہتمام نہیں ہوتا ہے ممکن ہے کہ بدن کا کوئی حصہ کھل جائے جس کے ظاہر ہونے سے شرم آتی ہے لہذا ان اوقات میں غلام اور بچے بھی بے اجازت داخل نہ ہوں اور ان کے علاوہ جوان لوگ تمام اوقات میں اجازت حاصل کریں وہ کسی بھی وقت اجازت کے بغیر داخل نہ ہوں۔

ان تینوں اوقات کے سوا غلام اور بچے بے اجازت داخل ہو سکتے ہیں کیوں کہ وہ کام اور خدمت کے لیے ایک دوسرے کے پاس بار بار آنے والے ہیں تو ان پر ہر وقت اجازت طلب کرنا لازم ہونے میں حرج پیدا ہوگا اور شریعت مین حرج کو دور کیا گیا ہے[۱]

حاشیہ بخاری میں ہے:

**''ماروی ابن عباس انه ﷺ ارسل غلاما من الانصار الی عمر بن الخطاب وقت الظهیرة لیدعوه فدخل فری علی حاله کره عمر رویته علیها فقال یا رسول الله ﷺ وددت لو ان الله امرنا و نهانا فی حال الاستیذان فنزلت ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْكُمُ ''الآیة۔**

ترجمہ:

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک انصاری غلام کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس انہیں بلانے کے لیے بھیجا جب غلام داخل ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس حالت میں تھے کہ اس کا آنا پسند نہ کیا اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کاش اللہ تعالیٰ ہمیں اجازت لے کر کسی کے پاس جانے کا حکم نازل فرما دیتا اور بغیر اجازت کسی کے پاس داخل ہونے سے منع کر دیتا پھر یہ آیت نازل ہوئی۔[۲]

---

[۱]خازن،ج:۳،ص:۳٦۱تا۳٦٦.

تاریخ الخلفا. مدارك التنزيل،تحت الآية:۵۸،سورة النور.

[۲]بخاری،کتاب التفسیر،ج:۲،ص:۷٦،حاشیه:۷.

# بارہویں موافقت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلۡ لِّاَزۡوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ یُدۡنِیۡنَ عَلَیۡهِنَّ مِنۡ جَلَابِیۡبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدۡنٰۤی اَنۡ یُّعۡرَفۡنَ فَلَا یُؤۡذَیۡنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا﴾ [1]

ترجمہ:

اے نبی! اپنی بیویوں اور صاحب زادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے اوپر ڈالے رہیں یہ اس سے زیادہ نزدیک ہے کہ وہ پہچانی جائیں تو انہیں ستایا نہ جائے اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ہے۔

**شان نزول:**

(۱) یہ آیت بھی موافقات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا:

**''ان نساء ک یدخل علیک البر والفاجر فلو امرت امہات المومنین بالحجاب''**

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے پاس نیک اور بد ہر قسم کے لوگ آتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امہات المومنین کو حجاب میں رہنے کا حکم دے دیں پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ''یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلۡ لِّاَزۡوَاجِكَ'' الآیة۔ [۲]

[۱] سورة الاحزاب: ۵۹. [۲] بخاری، کتاب التفسیر، ج: ۲، ص: ۷۰۶.

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

''ازواج مطہرات رفع حاجت کے لیے باہر وسیع میدان میں جایا کرتی تھیں شدت غیرت کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر یہ بات شاق گزرتی تھی اور آپ اس کا ذکر حضور ﷺ سے بھی کرتے تھے تا کہ انہیں روک دیں لیکن قبل از نزول وحی آپ نے ایسا نہیں کیا۔

ایک مرتبہ حضرت سودا رضی اللہ عنہا قضاے حاجت کے لیے نکلیں وہ لمبے قد کی عورت تھیں جو ان کو پہچانتا تھا اس کے لیے (باوجود چہرہ پوشیدہ ہونے کے) مخفی نہیں ہوسکتی تھیں ، چناں چہ حضرت عمر نے ظاہری قد و قامت دیکھتے ہی پہچان لیا اور آواز دے کر کہا سودا تم کس طرح نکل رہی ہو؟ ہم نے تم کو پہچان لیا ہے۔ حضرت سودا فورا پلٹ پڑیں اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اس وقت رسول اللہ ﷺ کھانا تناول فرمارہے تھے اور ہڈی آپ کے دست اقدس میں تھی۔

حضرت سودا نے عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ میں اپنی کسی ضرورت سے نکلی تھی حضرت عمر نے مجھے ایسا ایسا کہا ہے اسی وقت آیت کریمہ نازل ہوئی: "يَآيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ" الآیۃ۔

(۲) علامہ ابن کثیر اس آیت کو موافقات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ میں شمار کرتے ہوئے نقل فرماتے ہیں:

" هذه آية الحجا ب وفيها احكام و آداب شرعيةوهى مماوافق تنزيلها قول عمر بن الخطا ب رضى الله عنه كما ثبت ذالك فى الصحيحين عنه لانه قال وافقت ربى فى ثلاث قلت يا رسول اللهﷺ ان نسائك يدخل عليهن البر والفاجرفلو حجبتهن

فانزل آیة الحجاب"[۱]

اس آیت میں پردے کے احکام اور شرعی آداب کا بیان ہے۔ یہ ان آیات میں سے ایک ہے جو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی راے کے مطابق نازل ہوئی ہے، جیسا کہ بخاری اور مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے تین باتوں میں اپنے رب سے موافقت کی ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے پاس ہر قسم کے لوگ آتے ہیں اگر آپ ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم دے دیتے تو اچھا ہوتا اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ مذکورہ نازل فرمائی۔

نازل ہوئیں آیات حجاب ان کے سبب سے
ہے جس سے دل و چشم کی تطہیر ابھی تک

## فوائد جلیلہ

جب خیر القرون میں پردہ لازم تھا تو اب جب کہ شر القرون ہے پردہ لازم کیوں نہ ہوگا! پردہ سے عورتوں کی عزت محفوظ رہتی ہے عورت گھر کی زینت ہے اور عربی زبان میں لفظ عورت کا مطلب ہی چھپا کر رکھنے والی چیز کے ہیں اور انسانی فطرت ہے کہ وہ اپنی قیمتی اشیا کو چھپا کر رکھتا ہے ان کی نمائش نہیں کرتا۔

اسلام عورت کے بننے سنورنے پر قدغن نہیں لگاتا ہے بلکہ حجاب کے اندر رہ کر غیر محارم کے سامنے اس کی نمائش سے بچتے ہوئے یہ سب کچھ کرنے کا حکم دیتا ہے۔

[۱]تفسیر ابن کثیر،ج :۳،ص :۵۰۳

## موافقات سیدنا عمر احادیث کی روشنی میں

پردے کے بے شمار فوائد ہیں جب کہ بے پردگی کے بے شمار نقصانات ہیں جو روز بروز عیاں ہو کر سامنے آ رہے ہیں، اللہ رب العزت خواتین اسلام کو مکمل حجاب اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور شرم و حیا کا مجسمہ بنائے آمین۔

# تیرہویں موافقت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

"ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ط"[۱]

ترجمہ:

اگلوں میں سے ایک گروہ اور پچھلوں میں سے ایک گروہ (کنز الایمان)

ان دونوں آیات میں اصحاب یمین کے دو گروہوں کا بیان ہے کہ وہ اس امت کے پہلوں پچھلوں دونوں گروہوں میں سے ہوں گے پہلا گروہ تو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے اور پچھلا ان کے بعد والے، اس سے پہلے رکوع میں سابقین مقربین کے دو جماعتوں کا ذکر تھا اور ان آیات میں اصحاب یمین کے دو گروہوں کا بیان ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"جب "ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ لا وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ط★ سورہ واقعہ کی آیات ۱۳ / ۱۴ نازل ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت سن کر عرض کیا، کیا پہلی امتوں میں سابقین زیادہ ہوں گے اور ہم میں تھوڑے ہوں گے؟۔

"فامسك آخر سورة سنةثم نزلت"" ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ لا وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ط"

---

[۱]سورة الواقعه:۳۹-۴۰.

فقال رسول اللہ ﷺ یاعمر تعال فاسمع ما قد انزل اللہ" ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ لا وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخَرِيْنَ ط"الا وان آدم الی ثلة وامتی ثلة اخریٰ"

اس کے ایک سال کے بعد یہ آیت" ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ لا وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخَرِيْنَ ط نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کو بلا کر فرمایا سنو اے عمر! اللہ تعالیٰ نے یہ جو سورت نازل فرمایا ہے کہ اولین میں سے ایک ثلة یعنی بڑی جماعت ہوگی اور آخرین میں سے ایک بڑی جماعت ہوگی تو آدم (علیہ السلام) سے لے کر مجھ تک ایک ثلہ ہے اور میری امت دوسرا ثلہ ہے، اس روایت کو ابن عسا کر نے بھی بیان کیا ہے۔[۱]

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اس آیت کو موافقات عمر میں سے شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

آیات"ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ لا وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخَرِيْنَ ط کے شان نزول کا قصہ وہی ہے جس کو ابن عسا کر نے بروایت جابر بن عبداللہ بیان کیا ہے۔[۲]

---

[۱]تفسیر ابن کثیر، ج:٤،ص: ٢٨٤.

[۲]تاریخ الخلفا،ص: ٢٠٠.

# فوائد جلیلہ:

## اولین وآخرین کی تفسیر

مفسرین نے اولین وآخرین کی تین تفسیریں بیان کی ہیں

(۱) ہر امت کے پہلے طبقہ میں نبی کی محبت یا قرب زمانہ کی برکت سے اعلیٰ درجہ کے مقربین جس قدر کثرت سے ہوئے ہیں بعد میں آنے والے طبقوں میں وہ بات نہیں رہی جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہترین میرا زمانہ ہے پھر اس کے بعد والوں کا پھر اس کے بعد والوں کا "خیر القرون قرنی ثم من یلونھم ثم من یلونھم"۔

(۲) حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک آنے والے اولین میں شامل ہیں اور خاتم النبین علیہ السلام سے لے کر قیامت تک آنے والی مخلوق آخرین میں شامل ہیں۔

(۳) بعض مفسرین نے اولین وآخرین سے اسی امت محمدیہ کو مراد لیا ہے اس طرح سے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک آنے والے لوگ اولین میں شامل ہیں جب کہ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر قیامت تک آنے والی مخلوق آخرین ہیں۔

## چودہویں موافقت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"سَوَآءٌ عَلَیۡہِمۡ اَسۡتَغۡفَرۡتَ لَہُمۡ اَمۡ لَمۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَہُمۡ ؕ لَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰہُ لَہُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ {}"[1]

ترجمہ:

ان پر ایک سا ہے تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز نہ بخشے گا بے شک اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا ہے (کنز الایمان)

یہ آیت بھی موافقات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ہے اس کی مکمل تشریح اسی آیت کے مفہوم اور مضمون کے مطابق سورہ توبہ کی آیت ۸۴ کے تحت گزر چکی ہے۔

یہ ارشاد اس وقت تھا جب منافقوں کے لیے دعائے مغفرت کرنا ممنوع نہ تھا بعد میں اس سے منع کر دیا گیا لہذا اب منافقوں اور کافروں کے لیے دعائے مغفرت کرنا کفر ہے۔

[۱] سورۃ المنفقون: ٦۔

## پندرہویں موافقت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"اِنۡ تَتُوۡبَاۤ اِلَی اللّٰہِ فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوۡبُکُمَا ۚ وَ اِنۡ تَظٰہَرَا فَاِنَّ اللّٰہَ ہُوَ مَوۡلٰہُ وَ جِبۡرِیۡلُ وَ صَالِحُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۚ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ بَعۡدَ ذٰلِکَ ظَہِیۡرٌ "[1]

**ترجمہ:**

نبی کی دونوں بیویو! اگر اللہ کی طرف تم رجوع کرو تو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں اور اگر ان پر زور باندھو تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبرئیل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔ (کنزالایمان)

اس آیت میں حضرت عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما سے خطاب ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز کو فاش کر دیا تھا۔

خزائن العرفان میں ہے: اس کی دو وجہیں ہیں جن میں سے ہر ایک کو بیان کیا جا رہا ہے:

**شان نزول:**

**(۱)** سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے محل میں رونق افروز ہوئے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئیں تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ماریہ قبطیہ کو سرفراز خدمت کیا یہ حضرت حفصہ پر گراں گزرا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی دل جوئی کے لیے فرمایا کہ "میں نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کیا"

[۱] سورۃ التحریم: ٤.

اور فرمایا کہ ''میں تمہیں خوش خبری دیتا ہوں کہ میرے بعد امور امت کے مالک حضرت ابوبکر اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنھما) ہوں گے'' وہ اس سے خوش ہوگئیں اور نہایت خوشی میں انہوں نے یہ تمام گفتگو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتادی جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتانے سے منع کیا تھا۔

(۲) دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ ام المومنین زینب بنت جحش کے یہاں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جاتے تو وہ شہد پیش کرتیں اس کی وجہ سے ان کے یہاں کچھ دیر زیادہ تشریف فرما رہتے، یہ بات حضرت عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما وغیرہا کو ناگوار گزرتی اور ان کو رشک ہوا انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوں تو عرض کیا جائے کہ دہن مبارک سے مغافیر (ایک قسم کی مشروب) کی بو آتی ہے اور مغافیر کی بو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناپسند تھی۔

چنانچہ ایسا کیا گیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کا منشا معلوم تھا، آپ نے فرمایا مغافیر تو میرے قریب نہیں آیا، البتہ زینب کے یہاں میں نے شہد پیا ہے اور اس کو میں اپنے اوپر حرام کرتا ہوں، مقصود یہ ہے کہ زینب کے یہاں شہد کا شغل ہونے سے تمہاری دل شکنی ہوتی ہے تو ہم شہد ہی ترک کیے دیتے ہیں۔

جب حضرت عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منع کرنے باوجود آپ کے راز کو فاش کردیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازواج مطہرات سے الگ ہوگیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کے معاملہ میں آپ کے لیے کیا دشواری ہے؟ اگر آپ ان کو طلاق دے دیں گے تو آپ کا کچھ نقصان نہ ہوگا کیوں کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہے فرشتے، جبرئیل، میکائیل، ابوبکر اور

مومنین آپ کے ساتھ ہیں پھر اسی مفہوم کے مطابق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

"اِنۡ تَتُوۡبَاۤ اِلَی اللّٰہِ فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوۡبُکُمَا ج وَاِنۡ تَظٰہَرَا فَاِنَّ اللّٰہَ ہُوَ مَوۡلٰىہُ وَجِبۡرِیۡلُ وَصَالِحُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ج وَالۡمَلٰٓئِکَۃُ بَعۡدَ ذٰلِکَ ظَہِیۡرٌ"}

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے جب کوئی بات کہی تو اللہ تعالیٰ سے مجھے امید رہی کہ وہ میری بات کو سچا کر دے گا۔[۱]

## فوائد جلیلہ:

(۱) اگر چہ حضرت جبرئیل بھی فرشتوں میں داخل ہیں مگر چوں کہ وہ تمام فرشتوں کے سردار ہیں اس لیے خصوصیت کے ساتھ ان کا علاحدہ ذکر کیا گیا

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کے ایسے مددگار ہیں جیسے بادشاہ رعایا کا اور مومن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے مددگار ہیں جیسے خُدّام اور سپاہی بادشاہ کے، اس آیت کی بنا پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کے حاجت مند ہیں۔

(۳) اس آیت میں حضرت جبرئیل اور نیک مسلمانوں کو مولیٰ یعنی مددگار فرمایا گیا ہے اور فرشتوں کو ظہیر یعنی معاون قرار دیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے مُعین و مددگار ہیں۔[۲]

---

[۱] تفسیر مظهری، تفسیر در منثور تحت هذه الآية، سورة التحريم: ٤.

[۲] صراط الجنان فی تفسیر القرآن، تحت هذه الآية، سورة التحريم: ٤.

## سولھویں موافقت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"عَسٰی رَبُّہٗۤ اِنۡ طَلَّقَکُنَّ اَنۡ یُّبۡدِلَہٗۤ اَزۡوَاجًا خَیۡرًا مِّنۡکُنَّ مُسۡلِمٰتٍ مُّؤۡمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّ اَبۡکَارًا {}"۔ [التحریم]

ترجمہ:

ان کا رب قریب ہے کہ اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں کہ انہیں تم سے بہتر بیویاں بدل دے اطاعت والیاں ایمان والیاں ادب والیاں توبہ والیاں بندگی والیاں روزہ دار بیاہیاں اور کنواریاں (کنزالایمان)

شان نزول:

یہ آیت بھی موافقات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ہے، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں کافی عرصہ سے یہ سوچ رہا تھا کہ میں اس آیت کے متعلق حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سوال کروں لیکن ان کی ہیبت کی وجہ سے میں ان سے سوال نہیں کر پا رہا تھا حتی کہ وہ حج کے لیے روانہ ہوئے اور میں بھی ان کے ہمراہ تھا واپسی میں وہ ایک جگہ قضاے حاجت کے لیے گیے جب فارغ ہوکر آئے تو میں نے ان سے کہا اے امیر المومنین! نبی کریم ﷺ کی ازواج میں سے وہ کون دو بیویاں تھیں جنہوں نے آپ سے موافقت نہیں کی تھی؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ حضرت عائشہ اور حفصہ تھیں (رضی اللہ عنہما) میں نے کہا اللہ کی قسم میں ایک سال سے یہ چاہ رہا تھا کہ آپ سے اس کے متعلق پوچھوں۔ مگر میری ہمت نہیں ہوتی تھی، حضرت عمر رضی اللہ

عنہ نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کریں جس چیز کے متعلق تمہیں خیال ہو کہ مجھے اس کا علم ہوگا تو مجھ سے سوال کرلیا کرو اگر مجھے معلوم ہوگا تو ضرور بتاؤں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم زمانہ جاہلیت میں عورتوں کو کوئی حیثیت نہیں دیتے تھے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق حقوق نازل فرمایا ایک دن میں نے اپنی عورت سے کوئی کام کرنے کے لیے کہا اس نے پلٹ کر مجھے جواب دے دیا اور کہا کہ تم خود ہی اسے کرلو میں نے کہا اے اللہ کی بندی! تو ایسا کیوں جواب دے رہی ہے؟ اس نے کہا تعجب ہے اے ابن خطاب! تم نہیں چاہتے کہ تم کو جواب دیا جائے اور آپ کی بیٹی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دے رہی ہے جس کی وجہ سے وہ پورا دن غصہ میں گزارتے ہیں! پس میں کھڑا ہوگیا اور حفصہ کے پاس پہونچا اور کہا اے بیٹی! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دیتی ہو؟ حضرت حفصہ نے کہا میں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دیتی ہوں، میں نے کہا اے بیٹی! میں تم کو اللہ کے عذاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غضب سے ڈراتا ہوں اے بیٹی! تم اس سے دھوکہ میں نہ آنا جس کا حسن و جمال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند ہے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند ہے میری مراد حضرت عائشہ تھیں (رضی اللہ عنہا) پھر میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا کیوں کہ میری ان سے قرابت تھی میں نے ان سے اس سلسلہ میں بات کی انہوں نے کہا تعجب ہے اے ابن خطاب! تم ہر چیز میں دخل دیتے ہو یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی ازواج میں مداخلت کرنا چاہتے ہو؟

انہوں نے مجھ سے اس قدر شدید مواخذہ کیا کہ میں نے اپنے دل میں ازواج مطہرات کو سمجھانے کا جو منصوبہ بنایا تھا اس پر عمل نہیں کیا اور واپس چلا آیا۔

میں اور میرا ایک انصاری پڑوسی باری باری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جاتے رہتے تھے اور روزانہ نازل ہونے والے احکام کی خبر لاتے رہتے، ان دنوں غسان کے بادشاہ کی

طرف سے خطرہ تھا کہ وہ ہم پر حملہ نہ کر دے ایک دن میرے پڑوسی نے آ کر زور سے میرا دروازہ کھٹکھٹایا اور جلدی سے کھولنے کے لیے کہا، میں نے کہا، کیا غسانی نے حملہ کر دیا؟ اس نے کہا اس سے بڑی بات ہوگئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواج سے الگ ہو گئے ہیں، میں نے کہا حفصہ اور عائشہ پر افسوس ہے! اپنے کپڑے بدل کر وہاں پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بالا خانے پر تھے جس کی طرف سیڑھی سے راستہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سیاہ فام غلام اس پر بیٹھا تھا، میں نے اس سے کہا کہ عمر کے لیے اجازت طلب کرو، اجازت ملنے کے بعد میں اندر گیا میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو پر نقش ہو گئے تھے اور چمڑے کا ایک تکیہ سے آپ ٹیک لگاے تھے، میں داخل ہوتے ہی سلام عرض کیا اور پوچھا کہ کیا آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے نظر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا ''نہیں''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات کو تنبیہ فرمائی اور فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم کو طلاق دے دی تو اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں عطا فرمائے پھر یہ آیت نازل ہوئی[ا]

علامہ ابن کثیر امام بخاری کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں: ''**قال عمر اجتع نساء النبی فی الغیرةعلیه فقلت لهن عسیٰ ربه ان طلقکن ان یبدله ازواجاخیرا منکن فنزلت:** ''عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓىِٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓىِٕحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا {}''

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں غیرت میں آ گئیں جس پر میں نے ان سے کہا اگر حضور تمہیں طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں عطا فرمائے گا تو

انہیں الفاظ میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: " عَسٰی رَبُّہٗۤ اِنۡ طَلَّقَکُنَّ اَنۡ یُّبۡدِلَہٗۤ اَزۡوَاجًا خَیۡرًا "الآیۃ[۲]

## فوائد جلیلہ:

ازواج مطہرات کو یہ تخویف ہے کہ اگر انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آزردہ کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں طلاق دے دی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے اور بہتر بیویاں عطا فرمائے گا۔

اس تخویف سے ازواج مطہرات متاثر ہوئیں اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف خدمت کو ہر نعمت سے زیادہ سمجھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل جوئی اور رضا طلبی ہر نعمت سے بڑھ کر جانی لہذا آپ نے انہیں طلاق نہ دی۔

تمت بالخیر

اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ یہ مختصر رسالہ:

''موافقات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ احادیث کی روشنی میں''

۲۶/رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۰/مئی ۲۰۲۰ء بروز چہار شنبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچ گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک!

---

[۱]صحیح بخاری،رقم الحدیث:۲٤٦٨،صحیح مسلم،١٤٨٩.[۲]ابن کثیر،ج:٤،ص:۳۸۹

رب تعالیٰ ! اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں اسے قبول فرمائے اور مفید سے مفید تر فرمائے نیز اسے میرے، میرے والدین، اور اساتذہ کے لیے کفارِ سیئات و صدقہ جاریہ بنائے. آمین! وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجمَعِيْنَ. آمين بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْن.

العبد المفتقر الى الله القوى المقتدر

**غلام مرتضیٰ مصباحی، برکاتی**

دار العلوم محبوبیہ، رمواپور کلاں، اترولہ، بلرام پور۔

## حیات مولف ایک نظر میں

از: حضرت مولانا محمد حنظلہ مصباحی

خطیب وامام: غریب نواز مسجد، سانتا کروز، ویسٹ ممبئی

**نام ونسب:** غلام مرتضیٰ بن نیاز احمد بن عبدالحمید بن اسد علی بن شیر محمد

**ولادت:** ۱۵/جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ مطابق ا/جنوری ۱۹۹۱ء

**مولد ومسکن:** لگّھا ڈیہہ، موضع: گور، پوسٹ: گُمڑی، تحصیل: اترولہ، ضلع: بلرام پور، یوپی۔

### حصول تعلیم اور مدارس:

(۱) مدرسہ اہل سنت حنفیہ نور العلوم محمد ڈیہہ و مدرسہ اہل سنت گلشن العلوم شیخ ڈیہہ

از ابتدا تا ختم قرآن وابتدائی فارسی

(۲) دار العلوم قادریہ گلشن برکات، انٹیا تھوک گونڈہ یوپی

از: اعدادیہ تا: رابعہ

از: ۱۰/شوال المکرم ۱۴۲۴ھ ۴/دسمبر ۲۰۰۳ء تا ۱۱/شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ ۲۴/اگست ۲۰۰۷ء

(۳) الجامعۃ الغوثیہ عربی کالج اترولہ بلرام پور یوپی

خامسہ/سادسہ

از: ۱۰/شوال المکرم ۱۴۲۸ھ ۲۱/اکتوبر ۲۰۰۷ء تا ۱۲/شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ ۳/اگست ۲۰۰۹ء

(۴) الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی

سابعہ/فضیلت

از: ۱۰/شوال المکرم ۱۴۳۰ھ ۲۹/ستمبر ۲۰۰۹ء تا ۱۲/شعبان ۱۴۳۲ھ ۱۴/جولائی ۲۰۱۱ء

(۵) مرکز تربیت افتا دار العلوم امجدیہ ارشد العلوم اوجھا گنج بستی

تخصص فی الفقہ (مراسلاتی)

## چند مشہور اساتذہ:

(۱) مولوی رحمت علی صاحب، حضرت مولانا محمد خورشید صاحب، نواز پور۔[اساتذہ مکتب]

(۲) حضرت مولانا حشمت علی صاحب مصباحی حشمتی، حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مصباحی، حضرت مولانا عبد القوی صاحب مصباحی، حضرت مولانا حامد رضا صاحب مصباحی، حضرت مولانا غلام مرتضیٰ صاحب نعیمی، حضرت قاری عبد الکریم صاحب، حضرت قاری محمد شمیم صاحب۔[اساتذہ دار العلوم قادریہ گلشن برکات انٹیا تھوک گونڈہ]

(۳) حضرت مولانا حشمت علی صاحب مصباحی حشمتی، حضرت مفتی مسیح الدین صاحب رضوی، حضرت مفتی ریاض حیدر صاحب حنفی، حشمتی، حضرت مولانا عبد القیوم صاحب بستوی

فیضیؔ، حضرت مولانا بیت اللہ صاحب مشاہدیؔ، حضرت مولانا عطا محمد صاحب صدیقی مصباحی، حضرت مولانا علاؤ الدین صاحب مصباحی، حضرت مولانا محمد زماں صاحب برکاتی۔[اساتذہ الجامعۃ الغوثیہ عربی کالج اترولہ بلرام پور]

(۴) محقق مسائل جدیدہ حضرت مفتی نظام الدین صاحب رضویؔ، حضرت مفتی محمد ناظم علی صاحب رضوی، حضرت مولانا اسرار احمد صاحب مصباحی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبد الشکور صاحب مصباحی، حضرت مولانا صدر الوریٰ صاحب مصباحی، حضرت مفتی نسیم صاحب مصباحی، حضرت مفتی بدر عالم صاحب مصباحی، حضرت مولانا عبد الحق صاحب رضوی۔[اساتذہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ]

(۵) نائب فقیہ ملت حضرت مفتی محمد ابرار صاحب امجدی برکاتی۔

[مرکز تربیت افتا اوجھا گنج بستی]

### تدریسی خدمات:

(۱) دار العلوم غوثیہ حضور یہ سریا اعظم گڑھ

از: ۲۰؍شوال المکرم ۱۴۳۲ھ ۱۸؍ستمبر ۲۰۱۱ء تا ۱؍شوال ۱۴۳۳ھ ۱۹؍اگست ۲۰۱۲ء[بحیثیت عالیہ مدرس]

(۲) جامعہ امام احمد رضا، کوکن رتنا گیری مہاراشٹر

از: ۱۰؍شوال ۱۴۳۳ھ ۲۸؍اگست ۲۰۱۲ء تا ۱۰؍شعبان ۱۴۳۸ھ ۷؍مئی ۲۰۱۷ء[بحیثیت عالیہ مدرس]

(۳) دار العلوم محبوبیہ رموا پور کلاں اترولہ بلرام پور یوپی

از: ۱۰؍شوال المکرم ۱۴۳۸ھ ۴؍جولائی ۲۰۱۷ء تا حال ۔۔۔[بحیثیت صدر

المدرسین ومفتی]

**اسناد:**

منشی، مولوی عالم، فاضل ادب، فاضل دینیات، فاضل معقولات،

سند العالمية،سند الفضيلة،سند الاجازة للفقه الحنفى،سند اجازة الحديث الشريف، سند القرآن العظيم والاحاديث النبوية الشريفة.

**بیعت وارادت:**

امین ملت، شہزادہ احسن العلما، پروفیسر سید شاہ محمد امین میاں صاحب برکاتی، سجادہ نشیں آستانہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ۔

## دار العلوم محبوبیہ کا مختصر تعارف

آج سے تقریباً ۸ ۷ ر سال پہلے محبوب درس گاہ کے نام سے ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی، چند ہی دنوں میں اس درس گاہ نے اپنے حسن تعلیم و تربیت سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا اور چہار جانب سے آنے والے تشنگان علوم اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے آنے لگے۔

تقریباً ۲۰۰۰ء میں ذمہ داروں کی کوشش کے نتیجے میں محبوب درس گاہ نے دار العلوم محبوبیہ کی شکل اختیار کی بحمد للہ تعالیٰ! کئی سالوں سے یہ محبوب ادارہ عظیم دینی خدمات انجام دے رہا ہے، عمدہ تعلیم و تربیت اور بہترین نصاب تعلیم کی وجہ سے اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور آج بھی اعدادیہ تا سادسہ و ناظرہ، حفظ و قرات کی تعلیم کا ماہر اور تجربہ کار اساتذہ کی نگرانی میں عمدہ طعام و قیام کے ساتھ بہترین انتظام ہے۔

اس ادارہ میں بچوں اور بچیوں کی دنیاوی تعلیم کے لیے بغیر کسی معاوضہ و فیس کے پرائمری سے لے کر، جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول تک اور ساتھ ہی سلائی سنٹر کا بھی بہتر انتظام و انصرام ہے یہ ادارہ ۳۰ ر اسٹاف ۹۵۰ ر طلبہ کی تعداد پر مشتمل ہے۔

الحمد للہ! دن بدن یہ ادارہ ترقی کی طرف گامزن ہے، دعا ہے کہ پروردگار عالم! اس ادارہ کو دن دونی چوگنی ترقی عطا فرمائے اور اس کے تمام اساتذہ، ذمہ داران، معاونین، مخلصین کی عمر، علم، تقویٰ، مال و دولت میں خوب خوب خیر و برکت کا نزول فرمائے، آمین (یا رب العالمین)

داخلہ کے خواہش مند طلبہ مندرجہ ذیل نمبر پر رابطہ کریں۔

مفتی غلام مرتضیٰ مصباحی برکاتی صدر المدرسین (ادارہ ہذا)

دار العلوم محبوبیہ رموا پور کلاں اترولہ، بلرام پور یوپی (انڈیا)

Mob. : 7860754876, e-mail : darululoomahboobia786@gmail.com

AL- MAKTABA AL-AZHARIYA

GALI Dr. ALKA SHUKLA, RANI LAXMI COMPLEX, ROADWAYS, BASTI, (U.P.) - 272002 MOB : +9199336691051/ +91 78003 62487